Title - ARMUGHAAN FIRANG

Creator - Sayyed Mohd. Zamin Kantoori

Publisher - Matba Shamsi (Hyderabad).

Date - N.A.

Pages - 104

Subjects - Tazkira Shora Inglistan ; Inglistan - Tazkira Shora

# ارمغان فرنگ

یعنی

تذکرہ شعرائے انگلستان جس مین چیدہ چیدہ انگریزی نظمون کے ترجمے اور اونکے مصنفین کے مختصر حالات درج ہین اور آخر مین مولف کی بھی چند نظمین شریک کردی گئی ہین

مولفہ

جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب کنتوری

در مطبع شمسی حیدرآباد دکن باہتمام ابوالرجا محمد عبدالرحیم اکبرآبادی طبع شد

# ارمغان فرنگ

یعنی

تذکرہ شعرائے انگلستان جس میں چیدہ چیدہ انگریزی
نظموں کے ترجمے اور انکے مصنفین کے مختصر
حالات درج ہیں اور آخر میں مولف کی بھی چند نظمیں شریک
کر دی گئی ہیں

مولفہ

جناب مولوی سید محمد ضامن صاحب کنتوری

در مطبع شمسی حیدرآباد دکن باہتمام محمد عبدالرحیم [illegible] طبع شد

# فہرست مضامین

# دیباچہ

ترسم کہ اشک در غم ما پردہ در شود
وین راز سر بمہر بہ عالم سمر شود

معزز ناظرین۔ یہہ مختصر سا مجموعہ جو نہایت ادب کے ساتھ باُمید قبولیت آپکے سامنے پیش کیا جاتا ہے اردو مین اپنے رنگ کی پہلی تصنیف ہے اسکے دو حصہ ہین۔ پہلے حصہ مین انگریزی نظمون کے ترجمے اور اونکے مصنفین کے مختصر حالات درج ہین اور دوسرے مین چند نظمین ہماری اپنی ہذیان سرائی کا نتیجہ ہین۔

دوسرے حصہ کی نسبت تو صرف اسی قدر کہنے کی جرات ہوسکتی ہے کہ ٥ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ البتہ ترجمون کے متعلق چند ضروری باتین عرض کرنے کے لئے کسیقدر آپکا وقت عزیز ضایع کیا جائے گا۔

ظاہر ہے کہ جہاں انگریزی تعلیم کے بدولت اور اور برکتیں حاصل ہو رہی ہیں
ہاں شاعری ہی کیا قصور کیا تھا جو محروم رہتے آخر اسپر بھی نظریں پڑنے لگیں اور
تصرفات ہونے لگے اچھا بھی اور بیجا بھی)۔ ایشیائی شاعری کے
قطعاً مردود اور مغربی طرز کلام کے محمود ہونے کا اعتقاد روز بروز بڑھتا
چلا۔ اچھی خواہ بُری موزون خواہ ناموزون جدید رنگ کی نظمیں اخباروں میں
نظر آنے لگیں اور نئی روشنی کے نوجوان آنکھیں بند کرکے داد دینے
کو تیار ہو گئے بہر کیف نظم اردو کی دنیا میں نیا انقلاب برپا ہونیکی
امید قایم ہو چلی یہ رنگ دیکھکے ہمنے بھی چاہا کہ غزل گوئی کو چھوڑ کر اسی
میدان میں ہاتھ پاؤں ماریں۔ مگر کیا؟ جب ذرا بھی آگے قدم بڑھانے
کی کوشش کی وہی عاشقانہ رنگ کا پر فضا باغ فریب نیرنگ
کیطرح آنکھوں کے سامنے لہلہانے لگا۔ واقعی ہاے خیال اس
ٹھنڈی سڑک پر چلنے کے اسدرجہ عادی ہو گئے تھے کہ ہر نیا
راستہ گو وہ کیسا ہی سیدھا کیوں نہو اون کے حق میں بغیر کسی رہنما

کے بھول بھلیان سے کم نہ تھا۔ مگر رہنما بتاتے تھے بھی تو کسکو بتاتے۔ اگر
قومی شاعری مدنظر ہوتی تو مولانا حالی کی تقلید کیجاتی یا یون کہیے کہ اونکا منہ
چڑہایا جاتا۔ مگر اوس سے تو ہ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔ کا خیال
مانع ہوا۔ لامحالہ جس دشت کی سیاحی منظور تھی اوسی دشت کے وحشیون
کے قدم بہ قدم چلنے کی ٹہری یعنی یہ خیال ہوا کہ یورپ کے شاہدان معنی
کا نظارہ ہندی الفاظ کا لباس پہنا کے کرنا چاہیے چنانچہ مختلف شعرای
انگلستان کی چیدہ چیدہ نظمین۔ جو کسی قدر ہمارے مذاق سے بھی ملتی جلتی
معلوم ہوئین فراہم کر کے اونکی ترجمہ کی کوشش کیگئی۔ اگرچہ ترجمہ کو
ان اوبلیجنگ ٹیسک (وہ کام جس مین کسی کی خوشنودی متصور نہو) کہا گیا
ہے لیکن چونکہ یہ کام ستایش کی تمنا نہ صلہ کی پروا۔ کو ملحوظ
رکھکر اختیار کیا گیا تھا جسکا منشا صرف ان حضرات کے لئے
چند نمونون کا مہیا کر دینا تہا جو نئے رنگ مین کچھ کہنا چاہتے ہین اسلئے
کوشش یہی رہی کہ جو مضامین انگریزی سے اخذ کئے گئے ہین ترجمہ

کی حد سے متجاوز نہ ہونے پائین اور تشبیہات و استعارات
بلکہ حتی الامکان الفاظ بھی وہی لائے جائین جو شاعر کے اصل کلام
مین استعمال ہوئے ہین۔ ہر چند کہ اس احتیاط پر بھی ضرورت شعری
کے لحاظ سے کہین کہین مجبوراً عنان اعتدال ہاتھ سے جاتی رہی ہے
لیکن جو لوگ اس فن کے جاننے والے اور اس کام کے کرنیوالے
ہین وہ غالباً اس خطا کی جانب سے چشم پوشی کرنے مین دریغ نہ فرمائینگے

دوسری خطائے فاش جو اس کام مین سرزد ہوئی ہے وہ اگرچہ مذہب
شاعری کے لحاظ سے ایسے گناہ کبیرہ کے حد تک پہونچ گئی ہے۔ جو
کسیطرح قابل معافی سمجھے جانے کے لایق نہین ہوسکتی لیکن پھر بھی اظہار
حال کئے بغیر کوئی چارہ نہین یعنی بعض نظمین اس مجموعی مین ایسی دکھائی
دینگی جو اصناف عشرہ نظم مین سے کسی صنف مین داخل نہین ہوسکتین۔ اور
نہ ہمارے پاس بجز اسکے کوئی اور جواب ہے کہ چونکہ انگریزی نظم کا نمونہ
دکھانا منظور تھا اسلئے یہ بدعت جائز رکھی گئی۔ کیونکہ ایشیائی شاعری کے

حسن بیان اور اوسکی اظہر من الشمس خوشنمائیون کا اعتراف نکرنا گویا آفتاب
پر خاک ڈالنا ہے۔ تاہم اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو اس ناجائز تصرف
سے ہمارے اصول مقررہ کی کسی نوع کے تنقیص نہین ہوتی بلکہ طرز بیان
مین ایک قسم کے توسیع متصور ہے جسکے رد و قبول کا اختیار قوم کے ہاتھ
مین ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جسطرح دوسرے علوم کی ترقی کیلیے
ضرور ہے کہ مختلف ممالک مختلف اقوام اور مختلف اشخاص کی رایون
اور تجربون سے استفادہ کیا جائے بقول شاعر ؎

| | |
|---|---|
| گر ہے گداگری کا یہ لیجے بھیک دوڑ کر | جس در سے جہان ملے جو ملے اور جب ملے |
| ہای یہی حصول اکتساب ہو جسے سب سے مستفید | ترک سے ملے یا پارس سے ملے روس ملے اودھ سے ملے |

اسیطرح ادب مین بھی کامل ترقی کی اُمید اسیوقت ہو سکتی ہے جب اسمین متعدد
اسالیب بیان کی گنجایش اور مختلف السنہ کے نمونے پیش نظر ہون۔ یہ ایک
خیال تھا جو ظاہر کر دیا گیا ورنہ ؎

| | |
|---|---|
| حافظا وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس | در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید |

اب ہم اپنی ان پراگندہ تقریر کو ختم کرکے اصل کتاب کو ایک ایسی
غزل سے شروع کرتے ہیں جس کا اس کتاب کی مناسبت سے سرانجام
ہو جانا بالکل حسن اتفاق پر مبنی ہے جس انگریزی نظم کا یہ ترجمہ ہے
وہ اعلیٰحضرت قدر قدرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی سالگرہ کی
مبارک کی تقریب میں حیدر آباد گوشہ محل میں روز بین بطور نیشنل انتھیم
کے پڑھی گئی تھی۔

خاکسار
ضامن کنتوری

## غزل مدح اعلیحضرت قدر قدرت بادشاہ اسلام پناہ رستم دوران۔ افلاطون زمان مظفر الدولہ۔ مظفر الممالک نظام الدولہ نظام الملک آصفجاہ ہزہائینس نواب میر محبوب علی خان بہادر۔

فضل الہ شامل حال نظام ہو | اور اوسکی سلطنت کو خلود و دوام ہو

تدبیر سے ہو اوسکی ترقی ہر امر مین | آباد و شاد ملک و رعایا تمام ہو

نعمت امان و امن ہی ہر ملک و قوم کو | یارب تمہین نصیب یہ نعمت مدام ہو

یارب سدا محافظ و ہادی رہ انکا تو | مورد ترے کرم کا حضور نظام ہو

ہر راہ مین ہو فتح جلو مین فتح جنگ | مصداق شرح آیہ نصرت یہ نام ہو

سلطان سلطنت کا ہو تمغا یہ تین لفظ | نیکی و اعتقاد و توکل سے کام ہو

یارب ہو امن و وسعت روزی نصیب خلق ‏ اس عہد معدلت مین ہر اک شادکام ہو

آقا ہمارا جو کہ ہے برطانیہ کا دوست ‏ پہولے پہلے جہان مین اور نیکنام ہو

یارب رکہہ اپنے حصن حفاظت مین تو اُسکو

سرسبز باغ دہر مین شاہ نظام ہو

---

اصلی نام ایڈورڈ ڈویر تھا سنہ ۱۵۳۴ء عیسوی مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۵۶۲ء عیسوی مین اپنے باپ کا جانشین اور ارل آف آکسفورڈ کے خاندانی خطاب سے جو سات پشتون سے اِس کے خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ چلا آتا تھا سرفراز ہوا اور سنہ ۱۶۱۲ء مین ایک سو تیس برس کی عمر طولانی کو پہونچکر وفات پائی۔

ایڈورڈ بچپنے ہی سے طبیعت کا تیز اور دلیر تھا اور اوس کے عام ہمدردی کے خیالات نے اور بھی اوسکو ہر دلعزیز بنا دیا تھا اوسکی شاعرانہ قابلیت کو بھی لوگ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اگرچہ اوس کا شمار ملکہ الیزبیتھ کے عہد کے اعلیٰ شعرا مین نہ تھا تاہم اوس کا کلام دلکش تھا جس نظم کا ترجمہ ہمنے تمنا کے عنوان سے کیا ہے وہ اوس کے تمام کلام مین سب سے زیادہ مشہور اور عمدہ سمجھی جاتی ہے۔
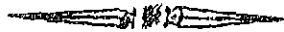
## تمنا

یہ اک روز پوچھا تمنا سے میں نے
لیا تو نے کب دور کیو نکر جنم؟
کہا اوسنے ”ایام تھے وہ خوشی کے
کہ پیدا ہوئے موسم گل مین ہم“

کہا مین نے ”اے دلربا حور و پیکر
بتا سچ کہ ہے بطن سے کسکو تو؟
کہا اوسنے ”کہتے ہین مردم یہ اکثر
تخیل ہے باپ اور مان جستجو“

جو پوچھا ”ہے کیا نام دایہ کا تیری؟“
تو سنکر لگی کرنے وہ یون بیان
”کسیکو نہو جس کی صحبت سے سیری
ہے کہتا جوانی جسے سب جہان“

کہا مینے ”آخر غذا تیری کیا ہے؟“
کہا اوسنے ”پوچھو نہ کچھ اسکا حال“
کبابون مین جو لخت دل کے مزا ہے
ہے کہنے سے اوس کا سمجھنا محال“

جو پوچھا کہ ”پینی ہے تو کونسی مے؟“
تو بولی عجب ناز سے وہ پری
”لگاتی نہین منہ سے مین کوئی بھی شے
بجز اشک عشاق کے دوسری“

کہا مین نے ”گہوارہ ہوگا وہ کیا
کہ پالی گئی جسمین طفلی مین تو؟
کہا ”تھا وہ ایسی امیدون کا جھولا
کہ وان تک پہونچتی نہ وحشت کی بو“

کہا مینے جب کون دیتا تھا لوری
کہ سنکر جسے نیند آتی تجھے؟“
کہا ”مین ہمدردون کی میٹھی میٹھی
سناتی تھین افسانے دلکش مجھے“

جو پوچھا ”ٹھکانا ہے تیرا کہان پر
مکان کس جگہ اور منزل ہے کیا؟“
تو بولی ”زمین پر ہون نہ آسمان پر
ہے بس اہل ہمت کا دل گھر مرا“

جو پوچھا کہ ”صحبت مین رہتی ہے کس کی؟“
تو بولی ”ہر صحبت سے نفرت مجھے“
کہا ”پھر ہے شغل اور کیا دل لگی کیا؟“
کہا ”بس ہے اک کنج عزلت مجھے“

کہا ”دوست رکھتی ہے تو اپنا کس کو؟“

کہا اوسکو جو میرا ہو وردِ مسند"
کہا جانتی ہے عدو اپنا کسکو"؟
کہا آرزو کو ہو جس سے گزند"

---

جو پوچھا کہ کب سے تجھے موت آئی؟"
کہا بھید اس کا نہ سمجھا کوئی"
کرشمے مین ایسے ہون لاکھون دکھائی
ادہر مر گئی اور اودہر جی اوٹھی"

## برونِنگ

یہ اہل کمال کی مسعود عورت مسیز الیزبیتھ بیرٹ برو ننگ سنہ ۱۸۰۹ء مین بمقام ہرفرڈشیر (انگلستان) پیدا ہوئی اور ۲۶ جون سنہ ۱۸۶۱ء مین وفات پائی۔ اگرچہ اسکے حالات اس قابل ہین کہ تفصیل کے ساتھ لکھے جائین لیکن چونکہ ہمارا موضوع بیاگرفی نہین ہے اسلئے نہایت مختصر اور ضروری واقعات پر اکتفا کرتے ہین۔

صناعِ ازل نے جیسی اوس کی صورت حسین بنائی تھی ویسا ہی حسن سیرت بھی کوٹ کوٹ کے بھر دیا تھا۔ طفل ہی مین اوسکی ذکاوت کے جوہر اپنی چمک دکھانے لگے تھے اور کم سنی ہی مین لیاقت کا آفتاب افق شہرت پر بلند ہونے لگا تھا۔ بیس برس کی عمر کو پہونچنے سے قبل ہی اوسنے مختلف رسالون کی نامہ نگاری شروع کردی اور سترہ برس کے سن مین (سنہ ۱۸۲۶ء) مین اوسنے اپنی تصنیفات کی ایک جلد شائع کی جسمین ایک مبسوط نظم جسکا عنوان "طبیعتِ انسانی" ہے اور بہت سی متفرق نظمین شامل تھین۔ باوجودیکہ سنہ ۱۸۳۷ء مین ایک مرض مہلک مین مبتلا ہونے کی وجہ سے اوسکی صحت بالکل خراب ہو گئی تھی مگر کبھی اوسنے اپنے علمی مشاغل کو ہاتھ سے نہین دیا اور بدستور یونانی شعرا اور فلاسفہ کی تصنیفات کا مطالعہ کرتی رہی۔

مگر تبدیل آب و ہوا کے لئے طبیبون کی صلاح سے اوسکو اٹلی کو چلا جانا پڑا جہان ایک سال نہین گذرا تھا کہ اوسکا چھوٹا بھائی دریا مین ڈوبکر مر گیا اس جانگداز حادثہ نے اوسکی صحت پر ایسا برا اثر ڈالا کہ وہ ایک سال کے بعد جاکر اس قابل ہوئی کہ لندن مین آکر اپنے اعزہ اور احباب مین بسر کرے۔

لندن مین آنے کے بعد بقول مسز اسٹفرڈ کے "اوسکا اکثر وقت اون تمام کتابون کے پڑھنے مین صرف ہوتا تھا جو پڑھنے کے قابل ہوتین خواہ وہ کسی زبان[1] کی ہون اور اوسنے تمام وقت اون نظمون کے تصنیف کرنے کے لئے وقف کر رکھا تھا جن کے لکھنے کے لئے خدا نے اوسکو پیدا کیا تھا" اگرچہ مسز براوننگ کی عمر کا بڑا حصہ علالت مین ضائع ہوا لیکن پھر بھی اوسکی نظم کلیات کی پانچ مبسوط جلدین انگریزی شاعری کا مذاق رکھنے والون مین ہمیشہ کے لئے عزت و عظمت اور دلچسپی کے ساتھ دیکھی جائینگی۔ اوس کے زبان کی سلاست خیالات کی رفعت مضامین کا ربط ضبط اور فطرتی جذبات کا ایسے الفاظ مین بیان کرنا کہ جس سے کوئی دل متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ایسی چیزین ہین جنھون نے بڑے بڑے لایق اور سخن سنج لوگون سے اوس کے حق مین یہ فیصلہ کروالیا ہے کہ اوسکو انگلستان کے اعلیٰ طبقہ کے شعرا کی انجمن مین کرسی اعتبار پر جگہہ ملنی چاہئیے۔

ہم مسز براوننگ کی دو نظمون کا ترجمہ ذیل مین درج کرتے ہین جو اگرچہ اپنی اصلی حالت پر باقی نہین رہی ہین لیکن پھر بھی امید ہے کہ اہل نظر اون کے مضامین سے مصنفہ کے مذاق سخن گوئی کا بخوبی اندازہ کرکے مترجم کی لغزشون سے چشم پوشی فرمائینگے۔

---

[1] صرف یورپ کی مروجہ زبانین مراد ہین ۱۲ مترجم

# گلِ بے موسم

پھول گلاب کا پھولا لیسکن
سارے چمن مین تھا جو نرالا
رنگت اوسکی سب سے نرالی
سب سے پہلے آنے والا
دلکش تھین جو ادائین اوسکی
بولا باغ مین تو جانے دے
ہونگا سارے چمن مین یکتا
تو ہی تنہا مین دیکھتا رہتا
سیڈرل بلش اور مسک بھی ہوتے
صحبت یہ جو مہیا ہوتی
ہوتے پھول ہی پھول ہر اک جا
سب سے پہلے مین آیا ہون
مین ہون تنہا مین ہون یکتا
مژدہ فصل گل لایا ہون
تا کہ جہان مین دہوم ہو میری
بلبل نغمہ سرا ہون سارے

تھے نہ پیدا اوسکے پھولنے کے دن
حسن تھا یکتائی سے دوبالا
پھول سفید اور سبز تھی ڈالی
موسم گل کا لانے والا
روکتی کیونکر باد جنوبی
مجکو باد جنوب آنے دے
ہوگا زمانہ میرا شیدا
فصل گل کے اگر آنے کا
ماس بھی رائل ڈسک بھی ہوتے
قدر ہماری پھر کیا ہوتی
ایک اک بلبل کے لئے صدہا
قاصد فصل بہاری کا ہون
قدر نہ کیون ہو میری دوبالا
ذوق جام گل لایا ہون
کون و مکان مین دہوم ہو میری
نام پہ میرے فدا ہون سارے

۱؎ یہ چارون گلاب کے اقسام ہین۔

لطف ہون مجھسے پیار ہون مجھسے
شکر گذار چمن ہو سارا
خوش ہون گلچین شاد کہ یور
کیڑے چھوٹے چھوٹے سارے
دیکھین میری چمک دمک کو
سارے پتنگے تتلیان ساری
گھر مین دن بھر گرد ہمارے
چندر چکور فضا سے اوترین
شب بھر عشق کا راگ وہ گائین
غول کے غول عنادل آئین
دن بھر دھوپ کا دکھ سہتے ہون
جب نظر آئے اوس کو زمین پر
دور نہین جیتے سے فلک بھی
اور زمین بھی کر کے قسم
بیچے کلمہ مبارک بادی
سن کے یہ تقریر بخوبی
بار پھر اوس نے باغ مین پایا
تھا جو سارے چمن مین نرالا
پر افسوس گمان وہ غلط تھا

ہر دم بوس و کنار ہون مجھسے
باغ کا باغ مگن ہو سارا
موتی کرتی ہوا اوس نچھاور
جتنے ہین جو سورج کے سہارے
دوڑ کے آئین سب کے سب وہ
پوجین یہ صورت پیاری پیاری
صدقے تیرے ہون یہ اشارے
دیکھکے مجھکو ہوا سے اوترین
صبح کے ہوتے ہی اڑ جائین
دلدادہ سرے سے بیدل آئین وہ
میری خواصی مین رہتے ہون
چاند سا میرا روے منور
دیکھے جھانک کے صورت میری
اپنے سارے پھولون کو باہم
باغ مین ہو اک دہوم کی شادی
خوش ہوئی سب بے حد باد جنوبی
فرحان خندان چمن مین آیا
سن تھا اوس کا سب بالا
کوئی نہ اوس کا خواہان نکلا

قدر ہوئی گلشن مین نہ اوسکی — رہ گئی دل مین حسرت ساری

سارے درخت اور سارے پودے — افسردہ تھے جو خزان سے

ایک بھی پتا سبز نہ تھا وان — جو ہوا سے پر مردہ جنبان

تیتریان تھین ساری بے پر — رینگتی پھرتی دیوارون پر

ہلتی تھی نہ جگہ سے کوئی — حالت تھی بے بال وپری کی

ہونے کو تھے چکور ہوا ابر — دیکھ نہ سکتے تھے وہ اسے پر

گھاس مین تھے وہ کبھی چھپ جاتے — تارون کو گا کے گیت سناتے

بلبل تھے دریا کے کنارے — دن فرقت کے یہین گذارے

تھے سنسان جزیرے بسائے — اپنے راگ سے رنگ جمائے

ان دونون کے بدلے مین تھی — حاضر تنہا شہد کی مکھی

رس کے لالچ مین کرتی تھی — خدمت جو اوس سے ہوسکتی

رفتہ رفتہ تھوڑا تھوڑا — چھایا ابر اور مینہ بھی برسا

مینہ نے دیا جب منہ چھڑکا — بخت زمین کا خواب سے چونکا

برف؎ کے صدمے سہے ہوئے تھے — گل کو غور سے دیکھ کے بولے

کیون جی برف کے ٹکڑے ہو تم؟ — باغ مین آکر بیٹھے ہو تم؟

زور ہوئے اب کیا وہ تمہارے — گھیرے تھے سب کو ہمارے

کیا ہوا وہ سب خیمہ ڈیرا — رہ گئے اب جو یکہ و تنہا

شاخ ملی ہے یہ رہنے کو — ساتھہ مکھی اک کہنے کو

؎ چونکہ مصنفہ سرد ملک کی رہنے والی تھی اسلیے جاڑون کو خزان کا موسم قرار دیا ہے ۱۲

گل پر کیون یہ دہوکا ہوتا
پیش از وقت نہ گر وہ آتا
کہنے والا کہا کچھہ موںھہ سے
غم نے گھیرا اوس کو آکر
شاعر ایک قریب کھڑا تھا
اوسنے دیکھا اس کو ہنسکے
بولا اکثر ہے پیش آتا
شاعر کرتے ہین نغمہ سرائی
وقت سے پہلے آنے والے
گرچہ تنہائی کے سبب سے
قول ہے اون کا فعل ہے انکا
لیکن تنہا ہون جو ہین ہم
عیب و ہنر کا دیکھنے والا
گھنٹی بے لسنگر کی بجائین
بجے بھی گر وہ کون سنیگا
کوئی فرشتہ ہو یا انسان
اجڑے سے گھر مین جو رہتا ہوگا
پھول ہو یا شاعر ہو کوئی
وقت سے پہلے جب آئینگے

کاش غریب نہ پھولا ہوتا
ذلت ایسی کبھی نہ پاتا
ہان نا لیکن ہوش کسے تھے
کمہلا کے وہ گرا زمین پر
یہ گل اوس کے قدمون پہ لوٹا
عبرت اور عزت کی نظر سے
شاعرون کو بھی واقعہ ایسا
بہرون کو نہین دیتا سنائی
اپنی قدر گھٹانے والے
آپ ہی اپنی تذلیل مین ہوتے
سب سے برتر سب سے اعلی
قدر ہماری کیا ہو مسلم
جب نہو کوئی پرکھے وہ ہنر کیا
پیدا ہونگی کب اوس سے صدائین
جرس نہ اوسکو کوئی کہیگا
دیکھنے والے سمجھین گے شیدان
خواہی نخواہی دھوکا ہوگا
دونون کی حالت ایکسی ہوگی
قدر شناس نہ ہم پائینگے

اسے گل کہلانا ہے بہتر
ہوگا نہ یہان پر تیرا گذارا
پر ہم اسکو گر پائینگے
کہکے یہ کیا جانے کیا سوچا
کہنے لگا کچھہ سوچکے دل مین
شکر ہے ہم بندے ہین اُسکے
قدر تمہاری ہو کہ نہو کچھ
ہم ہین مبارک یہان ہون یا تو
گرچہ ناقدری ہو دنیا
گو کوئی چیز نہ سمجھین ہمکو
ہمکو خدا نے عزیز بنایا
گر نہون بلبل کیا پروا ہے
شرم کے قابل ہے وہ شاعر
یہ شہرت پر مرنے والے
لائق نفرین ہے وہ شاعر
کیا کم ہے وہ دولت تم کو
تم ہو واقف راز نہانی
خلق نہ مانے تم کو نہ مانے
اسکے موہنہ نہ لگو تم ہرگز

شاعر نغمہ سرائی بس کر
سر دہرا ہے عالم سارا
راہ یہ جیسے ہو لائین سے گم
چاند کی صورت چہرہ چمکا +
نور خدا ہے ایک ایک تل مین
نیک کہ بد ہین خلقت سمجھے
عزت اپنی آپ کرو کچھ
غم اے پھول نہ مطلق کھا تو
اس کو نہو گو تیری پروا
لوگ عزیز نہ سمجھین ہم کو
ہم ناچیز تھے چیز بنایا
گل کی بو سے جہان بسا ہے
شعر کہے جو داد کی خاطر
ہوتے ہین کب کچھہ کرنیوالے
جان دے جو جہوٹی شہرت پر
کی جو خدا نے ودیعت تم کو
تم ہو خدیو ملک معانی
قدر نہ جانے تمہاری نہ جانے
پروا کچھہ نہ کرو تم ہرگز

کیون ناقدرون سے سازکرو تم — اپنے پر آپ ہی ناز کرو تم
شکر کرو تم اوس کی عطا کا — ہے یہ بڑا احسان خدا کا
تمکو سدا انہیں اپنا بنایا — کیسا انکے لیے رتبہ بخشا
جس سے ہر مصرعہ مین اثر ہے — شاخ مضامین بارآور ہے
پہول سے جو پہیا جہڑتی ہے — اوسکی نظر مین وہ رہتی ہے
شاعر کرے گا جب کام اوسکا — کیونکر ہوگا نہ پہر نام اوسکا
شکر کرو اون امیدونکا — جن پر آسکے کو ہے سہارا
آج نہو گو قدر تمہاری — چشمۂ فیض ہے تمسے جاری
باتین ہی جب لکہو گے — داد کبہی نہ کبہی پاؤ گے
شکر کرو اس کا کہ خدا نے — اوس چشمۂ فیض و عطا نے
تمکو دین وہ بینا آنکہین — قدرت کے جو کرشمے دیکہین
رنج عبث کرتے ہو یارو — ہنسی خوشی سے عمر گذارو

تم تو نہو گے پر یہ زمانہ
رکہے گا یاد تمہارا فسانہ

## عشق و حسرت

خدا جانے وہ بیداری تہی یا تہا خیال کا عالم — نظر آئی مجہے اک ٹیلہ پر بیٹہی ہوئی حسرت
کبہی غم سے مخاطب ہو کے کہتی آؤ مرے ہمدم — کبہی جانسوز آہین بہرتی تہی جو اوسکی ہو عادت

کبھی گر گر کے نالے لے کے کہتی تھی دردِ جگر اپنا
پٹکتی تھی کبھی سنگِ مصیبت پر وہ سر اپنا

فلک پر سے یہ بولا ناگہاں اک ابر کا ٹکڑا
ہوائیں چل بسیں سب چھوڑ کے مجھکو یہاں تنہا

بہ رزمی جیسے ہو نغمہ خروشِ آبشاروں کا
میسر ہوگا کب دیدار یارب کوہساروں کا

نہ جب تک شبنم افشانی کی حاجت ہو زمستاں میں
مجھے رہنا ہی اس آتش زدہ صحرا کے ویراں میں

تپش نے مہر عالمتاب کی ایسا اثر ڈالا
ہوا اس حالت پہ بھی کام اسنے اپنا قیمہ کر ڈالا

کہ جس سے تپ مجھے آنے لگی اور ہو گئی کانپ
بنا رکھا ہے مجھکو بادبانِ کشتی اخضر

مری حسرت! جو تو اک آہِ طوفان خیز دے مجھکو
تو اتروں اس ہوا میں نیچے اور دو نین دعا مجھکو

مگر تھا عشق حاضر اس گھڑی اسکی حضوری میں
اسی رہتی تھی جو دکھ بڑی اسکی حضوری میں

بہ صد عجز و تملق وہ گرا قدموں پہ حسرت کے
جواب اسنے دیا یہ ابر کو حسرت کی جانب سے

نہیں اے ابر ہرگز نہیں!! ممکن نہیں ہاں!! یہ ہرگز ہو نہیں سکتا
جو دولت خاص میری ہے وہ تیری ہو نہیں سکتا

سمجھ لے اوس جگہ پر عشق کا قبضہ مسلم ہے
فدا ہے روح میری اسکے واسطے اسکا یہی غم ہے

قدم رکھتی ہے حسرت جس جگہ دنیا کے پردے پر
مزے لیتا ہے دل اوسکے ہر اک پر درد نالے پر

اسی پر ناز ہے مجھکو اسی سے نام ہے میرا
یہ میری ہمنفس ہے اسکی خدمت کام ہے میرا

———※———

## کوپر

ولیم کوپر۔ انگلستان کا مشہور شاعر سنہ ۱۷۳۱ع مین بمقام برکہاسٹیڈ ضلع ہرفورڈشیر پیدا ہوا اور ایسٹ ڈرہام علاقہ نارفک مین ۲۵ ماہ اپریل سنہ ۱۸۰۰ع مین اونہتر ۶۹ برس کی عمر کو پہونچ کے فوت ہوا۔

مدرسہ چہوڑنے کے بعد وہ تین ۳ سال تک ایک اٹرنی (وکیل) کی خدمت مین رہا اور وہانسے نکلکر ٹمپل مین داخل ہوا۔ اِس درمیان مین وہ ہوس آف لارڈس (مجلس امراے انگلستان) مین محرر مقرر ہوگیا تہا لیکن چونکہ وہ فطرتاً دنیاوی کاروبار کی مشقت اوٹہانے کا متحمل نہ تہا اِس لئے بہت جلد اِس خدمت سے علیحدہ ہوگیا۔ اوسکے قواے جسمانی اس قدر ضعیف تہے کہ اون کا اثر دماغ پر بہی پڑا جس سے چند روز کے لئے اوسکو پاگل خانہ کی ہوا کہانا بہی نصیب ہوگیا مگر یہان کے نیکدل مہتمم کی مہربانی سے نہایت قلیل عرصہ مین صحت یاب ہوا اور رہائی حاصل کرکے ہنٹنگڈن کو واپس آیا۔

اسکے بعد کا جو زمانہ گذرا اوسمین اسکی شاعری نے فروغ پایا اور ایسا فروغ پایا کہ اوسکا شمار گنتی کے شعرا مین ہونے لگا۔ ذیل مین اوسکی دو چہوٹی چہوٹی نظمون کا اور ایک تیسری نظم کے تمہید کے چند اشعار کا ترجمہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے وہوہذا

## حرکت مین برکت

قول شاعر کا ہے گو پر نہیں اسمین منشا ۔۔۔ چل درِ میکدہ تک ہے حرکت مین برکت

حرکت ہی سے ہے قایم یہ نظام عالم ۔۔۔ حرکت گر نہ ہو۔ ہوجاے یہ دنیا برہم

حرکت ہی کی بدولت ہین یہ نیچر[۱] کو فتوح | جسم نیچر ہے اگر تو حرکت اوسمین ہے روح

خوشنمائی سب اسی سے ہے اسی سے زینت | حرکت ہی سے ہے مگر اصل اصول فطرت

کرۂ ارض بھی با این ہمہ نقوش وطبقات | کرتا رہتا ہے سدا قطع منازل دن رات

خوف یہ ہے کہ ٹھہر جائے جو اک دم پھر بھی | نیست ہو جائے نہ اس جرم مین اوسکی ہستی

اس غرض سے ہے ہوا کو حرکت کی تکلیف | صاف و باکار اُن اشیا کو کرے جو ہون کثیف

وہ سمندر ہو کہ قطرہ جبھی ملتی ہے صفا | راتدن جب حرکت مین اُسی رہتی ہے ہوا

وہ درختان تنومند جو سرکش تھے بڑے | وہ بھی اس دست درازی سے ہوا کی نہ بچے

نہ سنی ایک بھی اسنے یہ بہت چلائے | شور جتنا کیا اُتنے ہی جھکولے کھائے

کون ایسا ہے یہان جسکو تن آسانی ہو | آگ ہو یا کہ ہوا خاک ہو یا پانی ہو

بدو تخلیق سے خالق کی مشیت ہے یہی | آدمی طالب راحت نہو راحت ہے یہی

ایک قانون ہے سب عالم امرا کے لئے | وہی حیوان کے لئے ہے وہی انسان کے لئے

ہوئی محنت ہی سے انسان کو حاصل عزت | آدمی بنتا ہے انسان اوٹھا کر محنت

پاؤن پھیلائے وہ کاہل جو پڑا سوتا ہے | شوق آرام مین آرام کو خود کھوتا ہے

آنکھین بیٹھی ہوئی رخ زرد بدن لاغر ہے | خاک اس جینے پہ جو موت سے بھی بدتر ہے

دیدہ حیران الگ دل ہے پریشان الگ | کوفت مین جان الگ کھوتی ہین اوسان الگ

برخلاف ایسے نکمّے ہین کام کے عادی جو لوگ | نہ اونھین ہے کوئی علت نہ اونھین ہے کوئی روگ

رکھتے ہین راہ طلب مین وہ قدم تیزی سے | لیتے ہین منزل مقصد کو عرق ریزی سے

اس مشقت ہی مین ملتا ہے اونھین کچھ آرام | کام کرتے ہین پہ گویا نہین کرتے کوئی کام

[۱] نیچر ایک وسیع معنون مین بولا جاتا ہے جسمین تمام (دنیا و ما فیہا) داخل ہے اسلئے لایا گیا ورنہ فطرت کا لفظ بھی آ سکتا تھا

"جب چمکتی ہے کبھی بجلی میان شاخسار
شاہ ہا اڑا کر یہان پہرتا ہے منڈلاتا کوئی

ڈرتی ہون تو یہی نہو جاے وقفہ اوڑکا شکار
وسوسہ اسکے سوا اولین نہین آتا کوئی "

"پاس زوجیت کا ار سدم مجکو آتا ہے خیال
کرتی ہون تجھسے لپٹ کر حق محبت کا ادا

انتہا ہے کہ دل پر یہ ادا ہوتا ہے وبال
یعنی ہمکو موت بہی اب کر نہین سکتی جدا "

"پر خدا نا کردہ گر سبب اعتنائی توسنے کی
(رو بہم باطل ہر مراہم چندیہ رکہنا معاف)

دو سکے کو دیکھکر پاسِ بے وفائی تو سنے کی
پاکیا بر تاؤ تجھسے رسم الفت کے خلاف "

"پہر نہو گی مجکو حاجت برق آتش باز کی
جنگل شاہین کی خاطر جینے کیون پاؤنگی مین

جیسے پہر جائیگی جسم پر نگاہ مین پیار کی
آپ ہی اس غم سے چپاتی پہٹکے مر جاؤنگی مین "

اصلاح و دل لبہانیوالی چہڑ یا خوش نوا
نغمہ سنجی کر رہی تہی حضورِ ستِ ساز طرب

جو سنا اوس سے قلم بند اوسکو میں نے کر لیا
گر سبق حاصل کرین انسان اس سے کیا عجب

## ورڈس ورتھ

انگلستان کا مایۂ فخر ولیم ورڈس ورتھ ۷ر اپریل سنہ ۱۷۷۰ع کو بمقام کاکرموتھ (کمبرلینڈ) پیدا ہوا۔ کیمبرج کالج سے ڈگری حاصل کرنے کے بعد اسنے سوئٹزرلینڈ اور فرانس کا سفر اوس زمانہ مین کیا جبکہ رِوَلیوشن (بغاوت) کی آگ کے شعلے آسمان تک بلند ہو رہے تھے جو نظمین اوسنے کالرج کی کلام کے ساتھ جو اوسکا ہمعصر تہا ۱۷۹۸ع مین شائع کی ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے انگریزی شاعری کی قالب مین نئی روح پہونکنے کا بیڑا اوٹھایا تہا۔ مگر بجاے

اسکے کہ اس جدید طرز کی قدر ہوتی لوگون نے اسکو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا سنہ ۱۸۱۳ء مین وہ ریڈل مونٹ مین چلا آیا اور اوسوقت سے ہمیشہ کے لئے یہی اوس کا مسکن و مدفن ہو گیا۔

اگرچہ دنیا کے عام دستور کے موافق ورڈسورتھ کی جدت پسندی ابتدا مین پبلک کو نامطبوع ضرور ہوئی ہوگی کیونکہ کان اوس سے آشنا نہ تھے لیکن حقیقت کا رنگ ایسا پائدار ہوتا ہے کہ اوسکے سامنے کوئی دوسرا رنگ ٹھہر نہین سکتا چنانچہ ورڈسورتھ کے کلام نے پبلک سے اپنی قدر کروا ہی لی اور قدر بھی ایسی ہوئی کہ سنہ ۱۸۴۳ء مین رابرٹ سودی کے مرنے پر وہی پوئٹ لاریٹ یا انگلستان کا ملک الشعرا مقرر ہوا اور وہی لوگ جو کسی وقت اوس کے سیدھے سادے رنگ کو نفرت کی نظرون سے دیکھتے تھے اب اوسکی تقلید کرنے لگے۔ اسنے سنہ ۱۸۵۰ء مین وفات پائی مندرجہ ذیل اشعار اوسی کی ایک نظم کا ترجمہ ہے۔

## بچپنے کی یاد

اک زمانہ وہ بھی تھا جب باغ و راغ و سبزہ زار | گلبن و سنبلستان و لالہ زار و شاخسار
دشت و صحرا کوہ و دامن آبشار و جوئبار | مجکو آتی تھی نظر ہر شے مین قدرت کی بہار
تھی مگر وہ اک جھلک جو چل بسی مثل شرار | یا خوشی تھی خواب کی جو کر گئی دل بیقرار

حلقہ ہائے گردش ایام کا دل ہے شکار
گر وہ حالت اب نہین پر مین ہون اوسکی یادگار

چرخ پر قوس قزح دکھلاتی ہے نیرنگیان
اب بھی ہے خورشید عالمتاب جان بخش جہان
شاہدان گل کے ہین انداز اب بھی دلستان
اب بھی بزم ماہ مین ہے فرش نیلی طیلسان
چاندنی مین اب بھی ہے پر لطف دریا کا سمان
اب بھی ہے دلچسپ و دلکش بلبلونکی داستان
مجھکو لیکن اب تو ہر شے سے یہ ہوتا ہے گمان
شادمانی کر گئی گویا زمانے سے فرار

جب نواسنجان گلشن کر رہے تھے چہچہے
اک خیال جانگزا نے آ کے گھیرا تھا مجھے
از سر نو آگیا دل سیر افگا ہوبین مرے
وحشیان دشت تھے ہر سو قرارے بھر رہے
کھو دیا پر اوسکو اک جادو بھری آواز نے
آمد فصل بہاری سے ہین خوش چھوٹے بڑے
میری افسردہ دلی کا کیون اثر ان پر پڑے
فطرتی عشرت مین حارج ہونگا کیا مین دلفگار

چادرونکے شور پر ہے شادیانونکا خیال
بنگئی فیضان موسم سے صبا باد شمال
بحر و بر مین ہر جگہ جوش مسرت ہے کمال
گونجتے ہین نعرہ ہای عیش و عشرت سے جبال
فرط شادی سے عروس دہر کا چہرہ ہے لال
ہے بہار ماہ مے انسان و حیوان سب بحال
ای شبابزادی ہے تو زندہ دلی کی اک مثال
یان بجا اکر نفیری گائینگے مل کر ملار

اے ملایک سیر تو اے عین اخلاص و صفا
ہے فرشتون نے تمہارا ساتھ عشرت مین دیا
اس مسرت مین تمہاری ہے اگر حصہ مرا
شک نہین معصوم بچو تم ہو خاصان خدا
ہر طرح سے مجھکو ہے منظور تم سب کی رضا
دل سے مین بھی ساتھ ہون گو اب نہین وہ ولولہ
غایت اس سچی مسرت کی ہو ان مین پہچانتا

ہے مجھ پہ سب ان قلوب صاف کا حال آشکار

ہے مبارک کیا ہی ماہ مے کی یہ پیاری سحر
اک طرف ہے مہر نور افشاں بساط خاک پر
موجزن جوش مسرت ہے دلوں میں کس قدر

محو آرایش عروس دہر ہے جب سر بسر
گو وہ لوٹیں ہیں بہکتے جسکو بچے دیکہکر
جہولیاں بہر بہر کے لڑکے چنتے ہیں گلہائے تر

حیف ہے افسردہ خاطر آج بہی ہوں میں اگر
اور گلستاں میں ہوں خوش خوش طفل گلچیں یہاں

زندگی انسان کی کیا اور کیا ہے اوسکی ہست و بود
بے سر و ساماں نہیں ہوتا ہے گو اپنا ورود
عہد طفلی کا ثمر ہے ہر زمانہ سے فزود

اس ستارہ کی ہے بس اک دم کی یہ ساری نمود
ساتھ ساتھ آتی ہیں فضل و رحمت رب ودود
گہیرنے لگتی ہے پہر تاریکی رسم و قیود

تا ہم آتا ہے نظر سر چشمۂ نور وجود
دور ہو جاتا ہے اس چشمہ سے بہی انجام کار

ہو گئے ہیں گرچہ اب یہ مشرق قدرت سے دور
یہ نظارہ اب بہی دیتا ہے طبیعت کو سرور
رفتہ رفتہ تیرگی کا ہونے لگتا ہے وفور

نوجوانوں کو مگر ملتا ہے اس چشمہ سے نور
اب بہی اسکو نشۂ قدرت پہ حاصل ہے عبور
راہ بنجاتی ہے ہم رنگ سواد زلف حور

اس بیاباں دشت میں اب کرتی ہے ہمت قصور
پہر رہا ہے ٹہوکریں کہاتا ہوا زار و نزار

پہر عجوز دہر اس کو گہیر کر لیجاتی ہے
بوسے مہر مادری بہی جن سے پیہم آتی ہے
سادگی ہر ساز آرایش کی دل کو بہاتی ہے

ساتھ اسکے شفقتیں اور الفتیں فرماتی ہے
اپنے تازہ میہماں کو ہر طرح بہلاتی ہے
اس قدر آرام و راحت اسکو یہ پہنچاتی ہے

اپنے گھر کو بھول جاتا ہے یہ غفلت جہالت سے
پھنس کے اسکے دام مین بنتا ہے یہ اسکا شکار

اتنے میں ایک مستغنی دکھا دین ہم بینا
کچھ کہا سے نہ ہوئیگا مین کچھہ دیر ٹھہر جا کی کہین
یا بچے پیار دینے کھیر اگر ہے یاں عزلت گزین

سامنے بیٹھا ہے وہ شیشہ ایک طفل حسین
اسکے معشوقانہ ذاتی بھی ہیں اُنمیں بالیقین
نور مہر یا دری ہی غازۂ روشن جبین

سطح دریا سے تفکر ایک حالت پر نہین
ہے سکون گاہ ہے عیان چہرے سے گاہ ہے انتشار

دیکھو اسکے سامنے ہی ایک تنہا کا سا کھنچا
یہ کہا جاتا نہ سے یہ نقشہ کوئی بزم عیش کا
کچھ بھی ہو پر ہے انہین افکار مین وہ مبتلا

اوسکے معلومات تازہ پر ہوئی جسکی بنا
یا کہ ہے اسنے یہ سامان بزم ماتم کا کیا
اور اسی مضمون کو ہر اپنے ذہن مین گا رہا

اب وہ حسن و عشق کے جھگڑے نہین بھی مین جائیگا
دیر تک حالت نہین رہنی کی وہ بھی برقرار

الغرض یہ ایک ننھا سا ہر دم ہم گھڑی
بچپنے مین مل رہا ہے آج لطف سادگی
اس سے جب دنیا کی فرصت میسر ہو جائیگا جی

یونہی وکہلاتا رہیگا اک نئی بازی گری
عجب و نخوت کل بنا دینگے تصنع کا رہی
ہو گی حالت اسکی یون بیدست و پائی ہی رہی

تب تماشا گاہ ہستی کو بھی کر دیگا تہی
صرف اسی بازی گری مین ہو گی عمر مستعار

اسے حکیم ذی شعور اے واقف اسرار سب
ہے تری میراث مین باقی ابھی علم و ادب

ایک بینا تو ہے یہان اور ہم ہین نذر ہی سبکے
نسخہ قدرت سے لیتا ہے سبق تو روز و شب

سربلندی کسطرح سے ہو نہ حاصل تجھکو جب
شمع راہ معرفت حاصل ہے تجکو بے طلب

جسکی خاطر عمر بھر سہتے ہین ہم رنج و تعب
منزل پر ہول مرقد ملتی ہے انجام کار

ہے ابہی روحانیت یون تیری تجھپر حکمران
تو مرے طفل ملک سیرت ابہی تک بیگمان
اپنی معصومی سے کیون پرخاش پر ہی جانجان

رعب آقا جسطرح خادم کے دلمین ہو نہان
نحل آزادی فطری سے ہے برخوردار یان
سوتے فتنے کو جگانے مین ہی کیون گرم فغان

کیون زمانہ کو مخاطب کر رہا ہے مہربان
جسکی مہمانی سے پائیگا پھر اکدم کی نہ بار

آپ ہی تیزی سے ہے وہ تیری جانب بڑھ رہا
ایسے ایسے جھگڑے ہین دنیا کے تو پہنس جائیگا
راتدن ایسے مکارہ کا رہے گا سامنا

آکے رکھدیگا تری کاندھے پہ اک بوجھل جوا
جیتے جی پھر چھٹکارا کہان ؟ فرصت کجا ؟
تیری آزادی یہ پھر جائیگا پانی پر ملا

پھر کف افسوس ہی ملتا رہے گا تو سدا
پھر نہین ممکن کہ تیرے ٹالے ٹلجائے یہ بار

یاد ایام گذشتہ پر ہے دل کو التفات
یاد ہی پایندہ اوسکی گرچہ خود تہی بے ثبات
پر نہ اوسکو واسطے طفلی کی جو تہی کائنات

ہے مبارک وہ خوشی جو عہد پیری مین ہوتی
شکر مین رطب اللسان ہون اسکی ہین [illegible]
جسمین جز عیش و مسرت تہی نہ کوئی اور بات

یا امنگین موجزن تہین مثل دریائے فرات
یا امیدین نزہت افزا صورت باد بہار

ہر گھڑی کا وہ فریب وہم و تصدیق نظر
وجہ پرخاش حواس و عقل تہا جسکا اثر

اجنبی دنیا کی اُن راہوں سے ہوتا تھا گذر
پاؤں رکھنا تھا جہاں بارگنہ سے پرخطر
رہ نہیں سکتا کبھی ثابت قدم جن میں بشر
تھی یہ حالت جیسے مجرم کو عدالت کا ہو ڈر

بخت تھا سیدھا کہ از خود دب گیا وہ شور و شر
ہوگیا دل مطمئن اس سے بھی شکر کردگار

کچھ بھی ہوں دراصل وہ اوہام اور وہ وسوسے
عمر پرآشوب میں وجہ سکون دل ہوئے
چاہے کیسی ہی مسرت کی مخالف ہو وہ لے
تھے مگر شمع طریق معرفت اپنے لئے
تقویت ہے اپنی دل کو اب نہیں ان کی ذات سے
یہ نہیں ممکن کوئی کوشش انھیں زائل کرے

یہ حقائق حشر تک یوں ہی مسلّم اب رہے
آ لگی منجدھار سے پھر اپنی کشتی بر کنار

اس سہانی فصل میں گو در ساحل ہی ہیں اب
جسنے پہونچایا یہاں تک ہمکو بے رنج و تعب
دیکھ آتی ہی وہاں اطفال کو محو طرب
دل سے جاتی ہے پر اوس بحر ابد کی یاد کب
اب بھی چشم دوربین اپنی پہونچ جاتی ہی جب
جو لب ساحل مچاتے رہتے ہیں شور و شغب

عشرت افزا آب دریا اک طرف ہے روز و شب
جسکے نغمے سنکے ہوتی ہے طبیعت بیقرار

بلبلو! ہاں آج لطف نغمہ سنجی تم دکھاؤ
آؤ ای لڑکو مزے فصل بہاری کے اڑاؤ
ہم بھی ہیں دل سے تمہارے ساتھ ہاں خوشیاں مناؤ
آہوان وحشت جی بھر کے کلیلیں کر لو آؤ
خوب کھیلو خوب گاؤ خوب شہنائی بجاؤ
گو کہ ہم میں اب وہ بچپن کی امنگیں ہیں نہ چاؤ

گو اب اوس سچی مسرت سے نہیں دل کو لگاؤ
جب تھی تاج و تخت شاہی ہم کو پھول اور سبزہ زار

گر کہ وہ نور ضیا پرور ہے ان آنکھوں سے دور ۔۔ پھر کبھی آئیگا نہ اب وہ عہد موفور السرور
پر نہ ہونگے اس سے ہم زنہار غمگین و نفور ۔۔ باقیات الصالحات اب دیگر ان آنکھوں کا نور
یا ہمیشہ سے ہی تھا اور باقی ہین تا یوم النشور ۔۔ ہین یہ وہ قلب حزین پاتا ہے جنسے لطف و سرور

مرنیوالوں کو بھی انکے دم سے ڈھارس ہے ضرور
رشتۂ امید انہین کی ذات سے ہے پائدار

# کالرج

سیمیول ٹیلر کالرج بمقام کلیوٹرن سنہ ۱۷۹۹ع مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۴۹ع مین بمقام ہائیگیٹ فوت ہوا۔ ورڈس ورتھ، سودی۔ اور ولسن کا ہمعصر تھا اور انہین کے فیضان صحبت نے اوسکی طبیعت کو بھی مجلی کر دیا تھا اور اوسکا کلام پایۂ اعتبار پر پہونچا ہوا مانا جاتا تھا یہ بھی واقعات کو نہایت دلچسپ پیرایہ مین ادا کرتا ہے۔ بندش اور زبان مین ایک خاص لطف ہوتا ہے جو ترجمہ مین کسیطرح باقی نہین رہ سکتا۔
نمونتاً ایک نظم کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

## جوانی اور پیری

نظم تھی سرگرم سیر اون پھولوں مین مثل صبا ۔۔ جنکا رس لیتی ہے یعسوب امید دلربا
اور تھا جاری حکم امید و نظم دونوں پہ مرا
عمر آزادی کے ساتھ اوسوقت ہوتی تھی بسر ۔۔ ہر جگہ تھی فطرت و امید میری ہمسفر
تھی عروس نظم میری شاہد رنگین ادا

ہے اگر یہ ذکر جب کا مین جوان تہا جب کبہی　　وہ زمانہ یاد گر آتی ہے اوسکی اب کبہی

دیکہکر فرق اب مین جب مین روح ہوتی ہے خفا

گہر ہوا دار اپنا یہ جس گہر کا ہے معمار اور　　یعنے یہ قالب جو ہے اب موجب آزار اور

بس ہے راحت کی جگہ ایذا پہونچتی ہے سدا

باغ و صحرا مین رفیق اپنا تہا یہ بادی کی طرح　　اوڑتا پہرتا تہا ہوا مین کاغذ بادی کیطرح

روح جیسی تہی سبک ویسا ہی ہلکا جسم تہا

حال کی حیرت فزا جیسے وخانی کشتیان　　جنمین ہے مجداف کی حاجت نہ دخل بادبان

خوف ہے جنکو طلاطم کا نہ کچہہ بیم ہوا

یونہین اس قالب کو بہی موسم کی تہی پروا نہ کچہہ　　خوف آندہی کا نہ تہا اور بیم طوفان تہا نہ کچہہ

پر یہ کب ؟ رہتے تہے جب ہم اور جوانی ایکجا

گل مین ہے معشوقیت اور عشق مین گل کی ہبا　　دوستی کہتے ہین جسکو ہے وہ نخل سایہ دار

ایک دلچسپ ایک دلکش اور ہے اک خوشنما

ہاے وہ خوشیان کہ جوان سب حاصل تہین مجہے　　دوستی عشق اور آزادی کیلئے تہے مزے

حاکم پیری کا جبتک دور دورہ یہ نہ تہا

ہای ای پیری ہے تیری کیسی ہیبتناک شکل　　اب نہ آئیگی جوانی کی نظر وہ پاک شکل

وہ جوانی دلمین گہر کرتی تہی جسکی ہر ادا

ای جوانی کردیا کیون ترک تو نے میرا ساتہہ　　جانتے ہین سب اوسی تہا جیسا میرا تیرا ساتہہ

دلپہ ہی اس بیوفائی سے تری صدمہ بڑا

چہوڑ دیگی تو مجہے ہرگز نہ تہا اسکا یقین　　تیرا یون جانا سمجہہ مین کچہہ مری آتا نہین

قافلہ تیرا گیا کب اور جرس کس دم بجا

ہان مگر بہروپ بہرنا خوب آتا تھا تجھے | اب ہے تو کس بھیس مین للہ سچ بتلا مجھے

تیرے جانے یا نہ جانیکا سے ملے کچھہ تو پتا

گو ہی حیرت دیکھکر ان نقرئی بالونکی شان | قامت خم گشتہ بہی بیحد ہوا ہے ناتوان

اپنی صورت کو بہت پاتا ہون نہین بدلا ہوا

رنگ سے ہر گل کی پیدا ہے مگر تیری جھلک | ذرہ سے خورشید تک مین ہے عیان تیری چمک

عالم امکان کی گویا تجھہ پر اساس ہے بنا

اسلئے مجبور ہون کرنے پر اسکے مین یقین | مین جدا تجھسے نہین اور تو جدا مجھسے نہین

مثل سابق دونون کی ہے اک جگہ نشو و نما

دامن صبح وطن مین جو ہے بنجاتی گہر | شام غربت مین وہی شبنم ہے ہے اشک چشم تر

تابش غم سے طراوت ساری کر دیتی ہوا

یونہین باقی جب نہین رہتی ہے دلمین کچھہ امید | اور بڑہاپا آکے کرتا ہے خوشی کو ناپدید

جسطرح مفلس عزیزون کو کرے کوئی جدا

جنکی فرقت کا تصور کرکے دل ہوتا ہو شق | تاب مہمانی نہو اور ہو جدائی کا قلق

اے جوانی یونہین تجھسے بھی جدا ہونا پڑا

## پارنل

تھامس پارنل نام تھا۔ جیسا اس شخص کے کلام سے ظاہر ہے وہ ایک مذہبی خیال کا آدمی تھا۔ اوس کی نظم نہایت سلیس نتیجہ خیز اور اخلاقی مضامین سے

بہری ہوئی ہے - پارنل الگزنڈر پوپ اور ڈاکٹر سوفٹ کا ہمعصر تہا اور پوپ ہی نے
اوسکی کلیات کو طبع کرایا - سنہ ۱۶۸۸ع مین بمقام ڈبلن پیدا ہوا اور سنہ ۱۷۴۴ع مین اِس
جہان فانی سے رحلت کی - جو مثنوی ذیل مین درج کیجاتی ہے وہ اوسکی ایک نظم
موسومہ "ہرمٹ" کا ترجمہ ہے - اسمین شاعر نے کمال فصاحت کے ساتھہ -
اسراف - بخل اور میانہ روی کے مدارج کو دکہایا ہے اور ہر ایک کے جدا جدا برائیان
اور خوبیان موثر الفاظ مین بیان کی ہین - اوسکے ساتھہ ہی اِس مطلب کو بہی نہایت
خوبی سے ادا کیا ہے کہ آدمی ظاہری آنکھون سے اُن حالات کا معاینہ کبہی نہین
کر سکتا جو پردہ مشیت مین قدرت الٰہی نے پوشیدہ رکہے ہین اور اسکے بعد نہایت
خوبی سے ناصحانہ تقریر کا پہلو اسطرف پہیرا ہے کہ انسان کو محض اپنے علم و یقین کے
بہروسے پر کاروبار قدرت پر نکتہ چینی کرنا زیبا نہین ہے بلکہ ہمیشہ یہی سمجہنا چاہیئے کہ ع
حقہٗ راز بدان مہر و نشان است کہ بود - مترجم نے چند تمہیدی اشعار بہی زیادہ کر دے
ہین اور اپنے معزز ناظرین سے اِس جرات کی معافی مانگتا ہے -

## اسرار حقیقت

ابر اوٹھا چلی ہوا ساقی
بادۂ لعلگون پلا ساقی
جسکے پیتے ہی وہ سرور آئے
دیدۂ دل مین جس سے نور آئے
پردے اوٹھ جائین سب حقیقت کے
جادے مل جائین آدمیت کے
حق و باطل کا فرق پہچانون
جہوٹھہ کو جہوٹھہ سچ کو سچ جانون
نہ پہرون راہ حق پرستی سے
رہون آگاہ اپنی ہستی سے

پھر سناؤن تجھے وہ افسانہ
جس سے روشن ہو دل کا کاشانہ

پارنل نام ایک تھا انگریز
نظم ہوتی ہے جسکی عبرت خیز

اوسنے اس قصہ کو ہے نظم کیا
کر رہا ہون مین ترجمہ جسکا

کیا عجب لوگ لین سبق اس سے
پھر نہ منکر ہون قدرت حق سے

شہر سے دور ایک صحرا تھا
ہو کا عالم تھا وحشت افزا تھا

راہب اس دشت مین تھا ایک مقیم
جس کا شیوہ رضا تھی اور تسلیم

عمر ساری یہین گنوائی تھی
بچپنے سے کہولت آئی تھی

تھے محل اوسکے درہ ہاے جبل
فرش سبزے کا بالش مخمل

تھے نباتات اوسکو نعمت خوانی
اور مئے ناب چشمون کا پانی

دور انسان سے اور خدا سے قریب
نہ کوئی یار اوسکا تھا نہ حبیب

مشغلہ اوس کا بس عبادت تھا
مست جام مئے محبت تھا

تھی زبس پاک زندگی اوس کی
یہین اوسکو بہشت حاصل تھی

پر ہے ابلیس دشمن انسان
اسنے پیدا باغ چہوڑ کے کر دامان

اوسکے دل پر بھی پا گیا قابو
رنگ اپنا جما گیا بدخو

وسوسے ہر طرح کے آنے لگے
دل سے یاد خدا مٹانے لگے

حق کی رحمت کا اب یقین نہ رہا
باغ قسمت کا خوشہ چین نہ رہا

نور تصدیق اوڑ گیا یکسر
رنگ ظلمت کا چھا گیا دل پر

متقی دل کا یہی ہے حال یہی
سطح جیسے ہو صاف پانی کی

اسکو جب بتاکہ سکون حال ہے — صاف آئینہ کے مماثل ہے
عکس فطرت جہان یہ لیتا ہے — خال و خط سب دکھائی دیتا ہے
رنگ گل، خار بن کی نوک پلک — چاند سورج ستارے اور فلک
وہی ہیں پانی کو سب نے جا گھیریا — نقش ہیں دلپذیر ان کی تصویریں
پھینکا کر دیکھو لیکن اک پتھر — پڑے پانی میں جس سے کہ انتشار
عجب ایک انتشار پھیلے گا — سوچیں کرونگی سب کا تجربہ
یہی راہ ہے کہ دلکا بھی تھا رنگ — کہ لگاؤں سوسن کا اور سبز رنگ
جی میں آیا کہ چل کے دیکھیں گے — ڈھنگ دنیا کے اپنی آنکھ سے
تجربہ آپ ہی بتا دیگا — کہ ہے ان دونوں باتوں میں سچ کیا
شیشۂ فطرت سے ہے پڑھا جو کچھ — یا کتابوں میں ہے لکھا جو کچھ
سوچکر یہ چلا وہ صحرا سے — ہاتھ میں تھا عصا سے ڈہ لئے
سر پہ پہنے ہوئے تھا جو ٹوپی — اک پیالہ ہے وہ مزین تھی
کرتا تھا طے خوشی سے راہ کٹھن — سر پہ تھا مہر صبح سایہ فگن
غور سے دیکھتا تھا ہر شے وہ — جانچتا تھا ہر ایک واقعہ کو
کٹ گیا اس روا روی میں دن — شب کو چاہتا مگر تھا نا ممکن
کیونکہ رستہ ادھر تھا خطر سے پاک — تھا وہ صحرا عظیم و وحشتناک
دشت و دامن میں تھی گرد او سے — رات کاٹی اوسی جگہ او سے

۱۰ ایک قسم کی گھونگی ہوتی ہے جو سواحل فلسطین (پالسٹین) پر لگتی ہے۔ قدیم زمانہ میں بیت المقدس کے زایران عیسائی بطور علامت کے اسکو ٹوپی پر لگاتے رہتے تھے ۱۲ مترجم

پر ہوئی آکے جب نمود سحر — اور ہوا جلوہ گر شہ خاور
سامنے سے اوسے نظر آیا — اک جوان سہی قد و رعنا
حلقہ زن عارضون پہ تھے گیسو — برمین ظلمت کے نور کو تہا نمو
اسکی جانب قدم بڑہا کے چلا — کرکے تسلیم ہاتھہ چوم لیا
تب تقدس مآب راہب نے — مرحبا کہکے دین دعائین اوسے
چھڑ گیا سلسلہ تکلم کا — کچھہ کہا اسنے اوسنے کچھہ پوچھا
گرچہ بڈہا تہا ایک ایک جوان — پٹگئی خوب دونون مین میزان
سلسلہ گفتگو کا بڑہ جو گیا — باتون باتون مین گم گیا رستا
ناگہان ڈوبنے لگا خورشید — اور سونلا یا دن کا روے سفید
حکم آرام پا گئی خلقت — ہوشیاری پہ چھا گئی غفلت
نظر ان دونون کی پڑی ناگاہ — اک عمارت پہ جو تھی بر سر راہ
گو درختون کا سایہ تہا حاجب — چاندنی مین چلے یہ اس جانب
مالک اس قصر کا تہا ایک امیر — صاحب مال و دولت و جاگیر
اہل ہمت تہا اور غریب نواز — بہولے بھٹکو نپہ اوسکا در تہا باز
پر تہا اک عیب خود نمائی کا — پہلو نیکی مین تہا برائی کا
دل کو مرغوب جو ستائش تہی — دعوتون مین بہت نمائش تھی
یہ مسافر جو اوسکے گہر آئے — ٹہاٹہہ سارے جڑے ہوے پائے
وردیان پہنے چند خدمتگار — تہے ادب سے کمر کسے تیار
ہر قدم پاس احترام کا تہا — اک سمان حسن انتظام کا تہا

صاحب خانہ خود تپاک کے ساتھ
میہمانون کو میزبان لایا
تہا چنا اک وسیع دستر خوان
تہین مہیا وہ نعمتین جنکو
ساتھہ خود بہی رہا شریک طعام
ہوکے فارغ جو خوابگاہ مین آئی
دو نوازبسکہ تہے تہکے ماندے
اتنے مین پہر سحر نمود ہوئی
نہر کے ٹہنڈے ٹہنڈے پانی پر
نازسے جہومتی نسیم آئی
جن درختون کو نیند مین پایا
آمد صبح کی ہوئی جو پکار
ہوئی کہانے کے دن کی تیاری
تہی طلائی صراحیون مین شراب
میزبان نے خود انتظام کیا
کیا رخصت خوشی سے جب اونکی
تہا تردد نہ کوئی اور مگر
کیونکہ سونے کی اک پیالی تہی
دلمین اس جرم کا تہا ایسا ڈر

لیگیا اونکو دیکہے ہاتہہ مین ہاتہہ
روح تازہ ہوئی وہان لایا
جس سے ظاہر تہی اوسکی عظمت و شان
دیکہلے گر تو بہوک دونی ہو
رہے باہم ادہر ادہر کے کلام
مخملی نرم گدے بچہے پاے
ہوے بیہوش نیند کے ماتے
لیلئ شب حرم سرا مین گئی
لگی اٹکہیلیان صبا کرنے
ہر روش پر چمن مین لہرائی
ڈالیون کو ہلا کے جہونکا یا
دونون مہمان بہی ہو گئے بیدار
دیگئی داد میہمان داری
ہوا آغاز دور بادۂ ناب
میہمانون کو شادکام کیا
شاد و مشکور یہ روانہ ہوے
میزبان کا تہا ایک دلمین ڈر
چہوٹے مہمان نے جو اٹہالی تہی
دیکہتا تہا وہ پیچہے مڑ مڑ کر راہ

کہ کسی سمت سے خطر تو نہیں ہیبت سے پیچھے کوئی لشکر تو نہیں
دیکھی جب اسنے سب یہ کیفیت ہوئی راہب کی بھی بری حالت
چپ تہا اوسان چھوٹے جاتے تھے چلنے مین پانون تھرتھراتے تھے
چاہتا تہا کہ اوسکا چھوڑدے ساتھ پر نکلتی نہ تھی زبان سے بات
تہ ہی منہ مین وہ بڑبڑانے لگا عرق شرم مین نہانے لگا
سوچ اوسکو نہ تہا کچھ اسکے سوا کہ نہ تہا یہ عوض اوسکے احسان کا
یونہی طے کرچکے جو وہ کچھ راہ سورج آنکھوں سے چھپ گیا ناگاہ
ہوگیا اور ہی فلک کا رنگ ابر چھایا افق پہ بدلا رنگ
ڈنکے پر چوٹ رعد نے ماری مینہ برسنے کی آگئی باری
آسمان پر تہی برق چشمک زن چھینٹے پڑتے تہے جہاڑیون مین بن
دوست یہ دونو دیکھکر یہ سمان چلے اوس سمت اک محل تہا جہان
کرکے طے سخت راہ آئے تہے لینے کو یہان پناہ آئے تہے
اک بلندی پہ یہ مکان تہا بنا قلعہ کی شان جس سے تہی پیدا
تہا نہایت وسیع و مستحکم ظاہری خوش نمائیان تہین کم
مالک اسکا تہا اک امیر رئیس تند خو پست ہمت اور خسیس
کام تہا صرف حیلہ سازی سے مس نہ تہا میہمان نوازی سے
دونون آوارگان وقت طلب دوڑکر اوسکے در تک آئے جب
آندھیان آئین اور شدت سے لگا پانی برسنے کثرت سے
دلمین ہیبت سی اک سمانے لگی برق اپنی تڑپ دکھانے لگی

کیا دونوں نے پڑھ کے دق الباب — کچھ بھی اندر سے پر ملا نہ جواب
دیر تک چیخ چیخ کر ہارے — تھک کے چپ ہو گئے یہ بیچارے
تب خدا جانے کیا ترس کھایا — صاحب خانہ اوٹھکے خود آیا
ڈرتے ڈرتے کیا درو سے وا — گھر میں اون بے گھروں کو لے آیا
آج پہلا ہی واقعہ تھا یہ — کہ مسافر پہ در کھلا تھا یہ
گرم تھی اک ذلیل سی گلخن — ٹنگی دیوار پر جس سے تھی روشن
داخل اندر ہوئے جو یہ مہمان — پا کے گرمی بدن میں آئی جان
اینکے جب ذرا سا وہ آرام — لا رکھا میزبان نے آگے طعام
سادی روٹی شراب معمولی — وہ بھی کچھ واجبی ہی واجبی تھی
اور جیسے ہی رک گیا طوفان — یہ ہوا حکم اب نہ ٹھہرو یہاں
حالت اوسکی یہ دیکھکر راہب — سخت حیرت میں تھا کہ یا واہب
کی عطا تو نے اسکو یہ نعمت — یہ امارت یہ دولت و ثروت
اسپہ بھی دل غنی نہیں اسکا — یوں سہے تکلیف سے بسر کرتا
یہی اسکو آدھ گھڑی بن تھی ابھی — بات اور اک عجیب پیش آئی
عقل جس سے ہوا ہوئی اسکی — اور حیرت سوا ہوئی اوسکی
اسکے ساتھی نے جیب سے اپنی — وہ پیالی نکالی سونے کی
جو کبھی ملک اوس سخی کی تھی — بے طلب اس بخیل کو دیدی
اب نہ بادل تھے اور نہ طوفان تھا — مہر انور فلک پہ تاباں تھا
تازگی پر تھی برگ و گل کی بہار — تھی ترقی پہ نزہت اشجار

ساعت اچھی تھی وہ سفر کے لئے
راستہ صاف تھا گذر کے لئے

میزبان کو سلام کرکے چلے
دیا وہ تحفہ نام کرکے چلے

حال لیکن عجب تھا راہب کا
کہ سمجھہ ہی مین کچھہ نہ آتا تھا

اپنے ساتھی کے دیکھکر افعال
اسکو تھا سخت پیچ و تاب ملال

بے سر و پا تھین حرکتین اوسکی
وان رذالت تھی یان حماقت تھی

قابل شرم وہ رذالت تھی
ناپسندیدہ یہ حماقت تھی

دن اسی سوچ مین کٹا اوسکا
پڑ گیا شب کا پھر سیہ پردہ

پھر ہوئی اون کو ایسے گھر کی تلاش
کہ جہان چل کے ہورہین شب باش

آخرکار مل گئی منزل
ہوا کوشش سے مدعا حاصل

اسکے پہونچے جہانپہ یہ۔ وہ مکان
صاف ستھرا تھا اور عالیشان

نہ تو حالت تھی وان فقیرانہ
اور نہ کچھہ ٹھاٹھہ تھی امیرانہ

پائی جاتی تھی جس سے صاف یہ بات
کہ ہے مالک بڑا ہی خوش اوقات

ہے سلامت روی طبیعت مین
خودنمائی نہین ہے طینت مین

سچی نیکی کا پابند ہے وہ
اہل حاجت کا درد مند ہے وہ

الغرض دونون خستہ و دلگیر
ہوئے اوس قصر کی طرف رہگیر

خلق سے میزبان پیش آیا
ما حضر تھا جو کچھہ وہ منگوایا

سامنے رکھکے یون ہوا گویا
"کہ تکلف نہ چاہیئے اصلا"

"کیجئے دل سے شکر رب جلیل"
"کہ وہی اپنے بندونکا ہی کفیل"

"دینے والا وہی ہمارا ہے"
"اور رازق وہی تمہارا ہے"

اوسکا احسان ہے جو اوسنے کہا — میرے حصہ مین آپ کا حصہ

یا حضر جو ہے نوش کیجیے آپ — نہ تکلف کو دخل دیجیے آپ

یونہین وہ میزبان خوش اخلاق — باتین کرتا رہا بصد اشفاق

کیے یہانتک بیان کرم کے صفات — باتون باتون مین آئی آدھی رات

ہوئی ناگہہ نماز کی گھنٹی — ہو کے رخصت گیا محل مین سنی

خواب راحت کی آگئی جو گھڑی — سب نے بستر پہ استراحت کی

یہان کے ہر ایک زشت وزیبا پر — ڈال دی شب نے اک سیہ چادر

اک طرف کو تہا ایک گہوارہ — اوسمین سوتا تہا کوئی مہ پارہ

صاحب خانہ کا تہا نام و نشان — باپ کے دل کا چین مان کی جان

دولت اوس نیک مرد کی تہی یہی — اور اولاد کوئی اوس کے نہ تہی

نوجوان ساتھہ تہا جو راہب کے — وحشیانہ کیا یہ فعل اوسنے

کہ وہ بے پاؤن اوس جگہہ پہ گیا — اور گلا اوس کا جا کے گھونٹ دیا

کر کے خون میزبان کے دلبر کا — کر دیا گل چراغ اوس گہر کا

دیکھا یہ واقعہ جو راہب نے — اوسکے ہوش و حواس جاتے رہے

الامان الحفیظ کا تہا مقام — تہرتہرانے لگا وہ نیک انجام

اوسپہ طاری ہوئی عجب وحشت — ہوگئی زرد خوف سے رنگت

کچھہ بجز بھاگنے کے بن نہ پڑا — خوف سے بھاگ بھی نہ سکتا تہا

ساتھہ اوس کے یہ نوجوان بھی چلا — راستے تہے کمال پیچیدہ

ایک خادم نے راہ بتلائی — چل کے کچھہ دور تن مین جان آئی

راستہ مین تہی حایل اک ندی
آگے آگے چلا وہ خدمتگار
شاخہائے بلوط سے یکسر
تینون ساتہی یہ اوسپہ ہوکے چلے
یہ جوان جو گناہ پر تہا تلا
بڑہکے رہبر کے پاس جا پہونچا
کہاکے دو تین غوطے پانی مین
نرہی تاب دیکہکر یہ حال
تہی نہ باقی جو ضبط کی طاقت
ابہی اوسنے زبان ہلائی تہی
اور سے اور ہوگئے اطوار
اوس جوان کی بدل گئی حالت
پہلے تہا جو کہ نوجوان حسین
ہوگئے کپڑے سارے اجلے بہک
زلفون مین قدرتی چمک آئی
پر نکل آئے دونون شانون پر
اب سمان ہی بدل گیا وان کا
اب تو راہب کو ہوگیا سکتا
بندسی ہوگئی زبان اوسکی

جسکے اوس پار راہ تہی سیدہی
پیچہے راہب تہا اور وہ ناہموار
ایک پل بن گیا تہا ندی پر
گہرا پانی تہا موجزن نیچے
ڈہونڈہتا ہی تہا جرم کو حیلہ
اوسکو ندی مین جہٹ ڈہکیل دیا
پہونچا وہ ملک جاودانی مین
ہوا راہب کا چہرہ غصہ سے لال
بولا تجہپر خدا کی ہو لعنت
بات پوری نہونے پائی تہی
کہل گیا دفعتہً در اسرار
نہ رہی آدمی کی وہ صورت
بن گیا اب وہ ایک مرد متین
لٹک آئی عبا وہ پیرون تک
سنبل خلد کی مہک آئی
مہر انور سے تہے جو روشن تر
نور ہی نور تہا نظر آتا
گرچہ پہلے بہت ہی بگڑا تہا
گم ہوگئی طاقت و توان اوسکی

پھر ذرا دیر مین وہ مرد عجیب
عمر بھر کی تری ریاضت نے
حال پر تیرے یہ نوازش کی
چونکہ سب سے بڑی ہے وہ سرکا
آگیا جوش بحر رحمت کو
یہ ہوا حکم ایزد باری
اک فرشتہ زمین پر اوترے
مین اِس ارشاد کو بجا لایا
رہا ہر وقت تیری خدمت مین
مگر اب اس کا وقت آپہونچا
جو کہون مین وہ دل لگا کر سن
مالک الملک وہ حقیقی ہے
جس قدر کار و بار قدرت ہین
ہوتے ہین اوسکے اکثر ایسے کام
کوئی کیا جانے مصلحت اوسکی
سعی کرنا ہے آدمی کا کام
کہ وہ چاہے بگاڑے چاہے بنا لے
جو کچھ اِن روز ون تجھکو پیش آیا
واقعہ تھا ہر ایک عبرت خیز

لب کشا یون ہوا بطرز غریب
بے ریا زہد اور عبادت نے
آسکے پیش خدا سفارش کی
نام اوس کا ہے راحم و غفار
نہ گنا تیرے خبث طینت کو
دیکھو ہو سنے وہ پاسے یہ ناری
رہبری اسکی راہ حق پہ کرے
شکل انسان مین تیرے پاس آیا
جیسے خادم رہین اطاعت مین
کہ کھلے تجھپہ بھید قدرت کا
سنگ وسواس پر نہ سرکو دہن
جسنے ہر شے کو جان بخشی ہے
سب کے سب تابع مشیت ہین
جنکا آغاز کچھ ہے کچھ انجام
ہے یہین آدمی کو مجبوری
ہاتھہ مین پر اوسی کے ہے انجام
ہمسے غیر از سکوت کچھ نہ بن آئے
اور اب اِس سے بڑھکے کیا ہوگا
بات ہر ایک تھی ملال انگیز

لازم انسان کو یہی ہے مگر
معدلت مین کرے نہ شک اصلا
یاد رکھ وہ فضول خرچ امیر
زر کو جو بے محل لٹاتا تھا
جسکے تھے ٹھاٹھ سارے شاہانہ
تھا سجا مینر عاج سے گھر
میہمانون کو گھیر لاتا تھا
بسکہ تھا جام زر پہ نازاوسکو
سچی نیکی سے ہوگیا تھا دور
اب بھی کرتا ہے میہمانداری
ہے جو اوس ساغر طلا کا غم
یہ جو نقصان مال کا پایا
اور وہ خود غرض خسیس و دنی
جسکا در تھا مسافرون پر بند
اسلئے جام زر دیا اوسکو
کچہ دنائت پہ اپنی شرمائے
کوڑی کوڑی پہ اسطرح نہ مرے
دیکھکر یہ عطا سے بخشش بہا
اب اوسے قدر اسکی ہوتی ہے
رہے شاکر خدا کی مرضی پر
تکیہ رحمت پہ اوسکی ہو پورا
میہماندار ہر امیر و فقیر
شان و شوکت بہت دکھاتا تھا
سارا سامان تھا امیرانہ
تھے ظروف طلا چنے جن پر
کر کے اصرار مے پلاتا تھا
دخت رز سے تھا ساز باز اوسکو
صرف اپنی نمود تھی منظور
پر ذرہ سیکھ لی ہے ہشیاری
دعوتون مین ہے اب نمایش کم
اعتدال اوس کی طبع مین آیا
بد زنی جسکے سبب رہتی تھی
گرچہ تھا مالدار و دولتمند
تاکہ آئے ذرا حیا اوس کو
رحمت حق کا بھی یقین لائے
اپنے ہمجنس سے سلوک کرے
لے رہا ہے سبق وہ عبرت کا
کہ صلہ رحم کا بھی ہے کوئی شے

بیٹے جب اسطرح سے گرمایا
دل سنگین کو اوسکے نرمایا

یہ طریقہ ہے جس سے آہنگر
نرم فولاد کو بہی دیتے ہین کر

آگ یہ جس گہڑی دکہاتے ہین
جیسا چاہین اوسے جہکاتے ہین

پر یہ آتش نہین ہے آتش قہر
بلکہ تہے عین گرمجوشی مہر

تیسرا مرد با خدا جو تہا
جسکا دایم تہا بندگی شیوہ

اب بدلنے لگی تہی اوسکو خو
مہر فرزند سے تہا بے قابو

اس قدر تہا پسر کا اب شیدا
حب دنیا مین تہا خدا سے پہرا

کیا اثر ہوتا اوسکا کیا جانے
عاقبت کی خبر خدا جانے

پر نجات اوسکی حق کو تہی منظور
لے لیا دیکہے یون جو آنکہہ کا نور

اور کوئی وہان بجز تیرے
دیکہتا تہا نہ فعل کو میرے

اوسکو دورہ صرع کا اوٹہا تہا
ظاہرا تہا مریض وہ لڑکا

کہکے یہ وہ ملک ہوا غائیب
دیکہتا رہ گیا اوہر راہب

بعد کچہہ دیر کے جو دل ٹہرا
دیکہکر سوے چرخ یون بولا

وہ جزا و سزا اور توانا ہے
وہ سمیع و بصیر و دانا ہے

وہ جو کچہہ چاہتا ہے کرتا ہے
حکم اوس کا ہر اک پہ بالا ہے

کام اوسکے سمجہہ مین کیا آئین
بہید قدرت کے کیسے کہلجائین

یہین عاجز ہے عقل اور تدبیر
غیر لیس بالک التقدیر

# پوپ
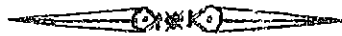
الگزنڈر پوپ سنہ ۱۶۸۸ع مین خاص شہر لندن کے لمبارڈ اسٹریٹ مین پیدا ہوا۔ یہ نامی گرامی شاعر ایک دولتمند پارچہ فروش کا بیٹا تھا لاطینی اور یونانی زبانون مین اوسکی تعلیم معقول ہوئی تھی۔ بارہ برس کی عمر مین اوسنے ایک نظم تنہائی پر لکھی جو اوسکی ابتدائی فکر کا نتیجہ تھی سولہ برس کی عمر مین اوسکی ایک اور نظم شائع ہوئی اور اسیوقت سے اوسکی شہرت کی بنیاد پڑی اور اوسنے پبلک کے دلون مین اپنی جگہ کرنی شروع کی بلکہ اوسکی ہم فنون نے بھی اوسکی اس نقش ثانی کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔ اسکے بعد وقتاً فوقتاً اوسکی اور نظمین یکے بعد دیگرے شائع ہوتی رہین مگر سنہ ۱۷۱۴ع مین اوسنے ہومر کی کتاب الیاڈ کا یونانی سے انگریزی نظم مین ترجمہ کرکے شائع کیا جسکی وجہ سے علاوہ اسکے کہ اوس کا نام آسمان شہرت کا مہر نصف النہار بنکر چمکا اوسکو اس محنت کا نقد معاوضہ بھی اس قدر ملا کہ وہ خاصہ دولتمند ہوگیا اور الیاڈ کے ترجمہ کے حق تصنیف کو پانچہزار پونڈ کے معاوضہ مین ایک پبلشر نے اپنے نام رجسٹری کرالیا جسکی مقدار سکہ قیصری مین اسی ہزار روپیہ کے قریب ہوتی ہے۔ اسی رقم سے اوسنے ٹوئیکنہام مین ایک ذاتی مکان خرید لیا۔ الیاڈ کا ترجمہ ختم ہونے کے بعد اوسنے کتاب آڈیسی کا ترجمہ کیا اور اوسمین بھی اوس کو تقریباً اسیقدر منافع ہوا۔ سنہ ۱۷۲۹ع مین پوپ نے لارڈ بولنبروک کی فرمایش سے ایک اخلاقی نظم لکھی جسکا نام "ان اسے آن مین" (الانسان) ہے اس نظم نے تمام دنیا مین ایک کھلبلی ڈالدی اور اوس سے اس قدر اسکی شہرت اور

نامور سی ہوئی کہ جس سے زیادہ ممکن نہین - اسکے بعد اوسکی اور بہی بہت نظمین شائع ہوئین جنکی تفصیل وار بیان کرنے کی یہان کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی اور نہ اسکی گنجایش ہے - سنہ ۱۷۴۴ء مین ۵۶ برس کی عمر کو پہونچکر الگزنڈر پوپ اس جہان فانی کو خیرباد کہکر آنجہانی ہوگیا اور اپنا نام سنہرے حرفون مین لکہا ہوا صفحہ ہستی پر چھوڑ گیا -

جو اشعار ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ ایسے آن مین کے چند تمہیدی اشعار کا ترجمہ ہین -

## قسمت ۱

نہ کہا دنیا کا غم ایجان یہ حصہ ہے شاہوں کا — غرور و آز پیشہ ہے یہاں کے کجکلاہوں کا
ہمارا کام ہے اظہار حال نفس انسانی — مآل زیست بس یہ ہے کہ اپنی ذات ہے فانی
ہین سارے راستے گو پیچ در پیچ اپنی ہستی کے — مقاصد پر نہین ایسی کوئی کچھ پیچ اپنی ہستی کے
یہ وہ صحرا ہے جسمین خار رنگ یکسان نکلتی ہین — یہی وہ باغ جسمین سب درخت گل ساتھ پھلتی ہین
ہمین لازم ہی یکسان سیر کرنی باغ و صحرا کی — کہ تا مد نظر اچھی بری ہر شئے ہو دنیا کی
جو پیارستا کہین ملجائیگا دزدیدہ چالونکا — کہین اوج منازل پر کہین گے عالی خیالونکا
نظر آجائینگے نقشے کہین انسان کی فراست کے — کہین پر عقل کی راہین کہین رستی حماقت کے
ہمین یان گاہ ہنسنا گاہ رونا یونہین دایم ہی — میان خالق و مخلوق جو رشتہ ہے قایم ہے
خدا کا بہید ہو یا راز ہونا چیز انسان کا — نہین ادراک شیوہ اس جگہ پر عقل حیران کا
اگر ہم ہون بہی کچہہ ماہیت انسان سے ماہر — اوسی حد تک ہو گا جو ہی اوسکی حالت ظاہر
وہی جو عالم ارکان کی ماہیت سے واقف ہے — وہی اجزاے عالم کے تناسب کا جو عارف ہے
وہی ماہر ہے جو دور تسلسل کے ضوابط سے — وہ جو آگاہ ہے اجرام شمسی کے روابط سے

وہ جو ہے آشنا مخلوق سے ہر ایک عالم کی
جو ہم چاہین کرین تنقید ہر انسان کی فطرت کی
وہ زنجیر طلا٭ جس سے بندھا شیرازہ عالم کا
اری مغرور انسان تجھکو کچھہ فکر اسکی ہے
تو پہلے اگر تری امکان نہین ہوا غور کر اسپر
نہین تو مادر گیتی سے یہ تحقیق کر پہلے
نہین کیون ایک سے آخر یہ اجرام فلک سارے
مسلم جانتے ہو گر کمال صنعت صانع
کہ ہر شے عالم امکان کی ادنی خواہ اعلی ہو
رہا انسان پھر جب وہ بھی اک مخلوق داور ہے
مگر اک عقدہ حل ہونیکو رہجاتا ہے یہان باقی
بہرحالت اگر نقصان بھی تسلیم کرلین ہم
کری کام آدمی ہرچند باصد حلم و ہشیاری
مگر وان ایک کن سے سب نمود و بود عالم ہے
یونہین انسان بھی جو بظاہر سب سے افضل ہے
اسے ہرچند حاصل سربلندی سرفرازی ہے
اگر اسکے قوی ہین کل کر اسکا علم ہو سکتا

مشیت بس بنا سکتا ہے وہ تخلیق آدم کی
بہت دشوار ہے ایک جزو علم کل پہ ہو حاوی
خدا کے یا ہمارے ہاتھہ مین ہے اوسکا سررشتہ
کہ کیون ایسی نحیف اور کم بضاعت تیری ہستی ہے
کہ خالق نے نکی کیون تیری حالت اس سے افضل تر
درختان تناور کیون بڑی ہین چھوٹی پودون سے
ثوابت سے ہوئی کیون خلق چھوٹی قد مین سیارے
تو اسکے ماننے مین امر ہے پھر کونسا مانع
محل پر اپنے ہے موضوع جیسا اسکا درجا ہو
مقرر واسطے اوسکے کوئی درجہ مقرر ہے
کہ آیا اوسکی خلقت مین کوئی نقصان ہے فطری؟
تو وہ بھی عین حکمت ہوگا پیش خالق عالم
ہزارون کوششون مین ایک پوری ہو بدشواری
پھر اسپر بھی نہ موثر ہے کوئی مقدم ہے
خدا جانے کہ کس عالم مین کیون اسکی ہی اول ہے
محیط کل کا لیکن ایک نقطہ یہ مجازی ہے
کہ انسان کیون ہوا ہے مستحق اوسکی اطاعت کا

٭ قدیم مصریون کا یہ خیال تھا کہ کل نظام عالم ایک طلائی زنجیر سے بندھا ہوا ہے اور اوس زنجیر کا سررشتہ خدا (یا سب سے بڑا دیوتا) کے ہاتھہ مین ہے۔ مترجم۔

جو دیوتا مصریونکا[1] یہ سمجھ سکتا با آسانی
تو پھر انسان بھی کرتا درک کچھ اپنی حقیقت کا
عجب کیا اختیار و جبر کا احساس کر سکتا
کمی لیکن سمجھ کی یہ جسے سمجھا ہے تو خامی
نہ کہہ ہرگز کہ ناقص آدمی ہے اور خدا غافل
پر اسکا دسترس اُتنا ہی ہے جو ہے حیثیت اسکی
کسی پر کب عیاں ہوتا ہے مضمون خط قسمت
فرشتہ ہو کہ انسان ہو نہ سمجھا راز پنہان کو
نہ بیڑا پار ہونے دیتی ہرگز یا انکی طغیانی
وہ بھولی بھالی بکری کل کرے گا ذبح تو جسکو
خوشی آزادیوں کے کسطرح لے ہے کیوں غافل
نہوتا درمیان میں پردہ گر حائل مشیت کا
سوا اللہ کے کب کوئی دانا اور بینا ہے
اُسے معلوم ہے عالم کی خوشحالی و بدحالی
ہوا آدمی کرتا ہے ناحق عرش پروازی

کو جانے کیوں ہے اسیر قلبہ رانی اور قربانی
نمود و بود کا جذبات کا خلقت کا طینت کا
بھلا کچھ تو عبودیت کا اپنی پاس کر سکتا
نہیں انسان کے حق میں ہے علاج دردناکامی
نہیں ممکن کہ ناقص ہو خدا کی صنعت کامل
ہے نقطہ اسکی جولانگاہ لمحہ فرصت ہستی
مگر اوتنا کہ ظاہر کردی پیش آئی ہوئی حالت
نہ وہ انسان کی قسمت کو نہ تقدیر حیوان کو
مشیت گر نہوتی پردہ دار سر پنہانی
کلیلیں کیوں کرے آج اسطرح گر اس سے واقف ہو
جو سمجھی جاتی ہے یا تھہ جو وہ اوسکا ہے قاتل
بہت دشوار ہو جاتا تحمل بان کی حالت کا
کہ جسکے علم میں اک پشہ کا بھی مرنا جینا ہے
ہوس سبزی گلستان کی کہ سبزی کی ہو پامالی
خدا علام ہے جلتی ہے اُس سے کب یہ غمازی

سعادت اور فضیلت دین ہے خلاق عالم کی
جو قسمت میں ہے آگے پیچھے حاصل ہو ہی جائے گی

[1] بیل - مصریونکا ایک دیوتا ایپس تھا جسکی صورت سفید بیل کی ہوتی تھی - مترجم

# گولڈاسمتھ

ڈاکٹر آلیور گولڈاسمتھ۔ شاعر۔ مورخ اور مضمون نگار ۱۷۲۸ء مین پیدا ہوا۔ یہ
ایک پادری کا لڑکا تھا۔ ڈبلن۔ لیڈن اور ایڈنبرگ کی یونیورسٹیون مین تعلیم پائی
تھی اور طبابت کے لئے تیار کیا گیا تھا لیکن وہ اپنے مزاج کی بے پروائی اور فراخ
عراقیت کی وجہ سے ہمیشہ اپنے ہاتھ سے مصیبتون مین مبتلا رہا اور اپنے دوست
احباب کو بھی اسی لااُبالی پن سے پریشان رکھا جس وقت وہ تمام یورپ کا سفر
پاپیادہ کرنے کی ارادہ سے نکلا ہے اوس وقت اُسکے پاس ایک قمیص کے
علاوہ جھنجھی کوڑی بھی نہ تھی مگر اوسی طرح سے اوسنے فلانڈرس جرمنی اور فرانس کا
سفر کیا۔ جہان پہونچتا تھا وہان کے دہقانون کا مہمان ہوتا تھا۔ اور اوس مہمانداری
کے معاوضہ مین جرمنی فلوٹ (بربط کی قسم کا ایک باجا) بجاکر جسمین اوسکو اعلی
درجہ کا کمال حاصل تھا اونکے نمک کو اپنے لئے حلال کرلیتا تھا۔ ۱۷۵۵ء مین وہ
پھر انگلستان واپس آیا اور ڈاکٹر ملے کی اعانت سے جو اوسکا قدیم دوست اور
ہموطن تھا پیکہام کے کسی مدرسہ مین معلم مقرر ہوگیا۔ مگر یہان بھی اوسکی بےچین طبیعت
نے رہنے نہ دیا اور وہ لندن چلا آیا اور رسالون کی نامہ نگاری پر گذر اوقات کرنے لگا
۱۷۶۵ء مین اوسنے ایک نظم ٹراولر (مسافر) کے عنوان سے شائع کی جسکی نسبت
ڈاکٹر جانسن جو اوسکے ہمعصر تھے لکھتے ہین کہ "پوپ کے بعد سے اسوقت تک
ویسی نظم نہین ہوئی" اوسکے دوسرے سال اوسکا مشہور و معروف ناول وکار آف
ویکفیلڈ شائع ہوا۔ اب گولڈاسمتھ کی حالت کسیقدر درست ہوچلی تھی اور آشنا ہوگیا

تھا کہ اوسنے ٹمل ٹمپل مین ایک مکان بھی کرایہ سے لے لیا تھا۔ لیکن پھر بھی فیاضی
کے ساتھہ ہی قمار بازی کا بھی اوسکو ایسا بُرا چسکا پڑا تھا کہ ایک دن آسایش سے
بسر نہین ہوئی۔ علاوہ ڈرامون اور کتب تواریخ کے سنہ ۱۷۷۰ء مین اوسکی ایک اور نظم
ڈزرٹڈ ولیج (اوجڑا گانون) کے نام سے چھپی جسکی نسبت سیمول مانڈر لکھتے ہین کہ
"وہ ایسی نظم ہے جسکی کوئی تعریف نہین ہو سکتی" اگرچہ مانڈر اور جانسن کے یہ
تعریفی فقرے ایسے ہین کہ جو ہمارے ملک کے ہر شاعر کے لئے ایک معمولی تعریف
کے طور پر استعمال کئے جا سکتے ہین لیکن اون ممالک مین جہان کے طبائع کو
جھوٹی تعریف کی ہوا بھی نہین لگی ہے وہ اونہین معنون مین استعمال کئے گئے ہونگے
جو اونکا اصلی مفہوم ہے۔ اور واقعی بات یہ ہے کہ اگرچہ گولڈ اسمتھ کا نظم کلام
نثر کی بہ نسبت بہت کم ہے لیکن فطرت نے شاعرانہ قابلیت بھی اوسمین اسی پایہ
کی دی تھی جیسا کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نثار تھا۔ انسانی سوسائٹی کی حالت کا جیسا صاف
اور سچا فوٹو وہ سیدھے سادے اور بے تصنع الفاظ مین کھینچتا ہے اوس سے
بہتر خال و خط کوئی مصور اپنی تصویر مین بھی نہین دکھا سکتا۔ گولڈ اسمتھ ۴ اپریل سنہ ۱۷۷۴ء
مین ۴۶ برس کی عمر کو پہونچکر فوت ہوا۔ اوسکی تصنیفات مین تاریخ یونان۔ تاریخ
روما الکبریٰ۔ تاریخ الارض والحیوانات۔ تاریخ انگلستان۔ خطوط از ملک چین
اور کلیات نظم و نثر ابتک انگریزی دان دنیا کو مستفید و مستفیض کر رہے ہین
نموناً یہان بھی اوس کی ایک نظم کا ترجمہ جس کا نام "دی ہرمٹ" ہے درج کیا جاتا
ہے اگرچہ اُن خاص خوبیون کا اندازہ جو اوسکی اصل نظم مین ہین ترجمہ سے نہین
ہو سکتا تاہم ناظرین اوسکے مضامین سے ضرور فائدہ اوٹھا سکتے ہین۔

# راہب

دیکھ ادہر اے راہب صحرا نشین نیکخو
وہان جہان وہ شمع روشن کر رہی ہے دشت کو
رہبری کر میری اس صحرا سے وحشتناک مین
جانفزا ہی جسکا نور اس جا وحشتناک مین

یکہ و تنہا مین رہ گم کردہ پہرتا ہون تباہ
پاؤن ایسے شل ہوے کاٹے نہین کٹتی یہ راہ
تھک گیا ہون اس قدر اب اٹھ نہین سکتے قدم
وسعت صحرا ترقی پر ہے گویا دمبدم

دل قوی رکھ اے جوان بولا وہ مرد نیکذات
شمع سمجھا ہے جسے تو ہے وہ غول بد صفات
تاکہ اس آشفتہ خاطر کو ہو ڈہارس اک ذرا
تجکو دہوکا دے رہا ہی تا کہ دے رستا بہلا

ہر مسافر اور حاجتمند کی خاطر سے یہان
گو سر و سامان آسایش مجھے ممکن کہان
میرا دروازہ کھلا اور میرا گھر مہمانسرا
چشم پوشی میہمانسے پر نہین رکھتا روا

گر مناسب جان میرے ساتھ کر یہ شب بسر
ٹوٹا پہوٹا اک پلنگ اور روکھا پھیکا ما حضر
تجکو شاید دے سکے آرام کچھ یہ جہونپڑی
ہی یہ سامان ضیافت اور دعا درویش کی

دشت مین پھرتے ہین گو آزاد لاکھون جانور
تا بامکان رحم کرتا ہے زبان حیوان پر
پر شکار اونکا کبھی دل سے نہ خوش آیا مجھے
رحم جو کرتا ہے مجہپر اوسنے سکھلایا مجھے

قدرتی یہ باغ لیکن جو ہے زیر کوہسار
ہین یہ میوے من و سلوی سے زیادہ خوشگوار
روز ملجاتا ہے یان سے رزق بے منت مجھی
اور ہی آب صاف اس چشمہ کا اک نعمت مجھے

دوسری دنیا کی ہین جبتک یہ زحمت ہی ہمین
مختصر سامان ہی وہ یان جسکی حاجت ہے ہمین
اے مسافر دور کر دے دل سے اب فکرین تمام
اور پہر وہ مختصر بہی چند روز آئیگا کام

کی مسیحائی وہ اس جادو بہری تقریر نے
جی اوٹہا سنکر جسے وہ پا شکستہ بے وطن

خانۂ درویش کا رستا لیا رہگیر نے

دل ہی دل میں کرتا تھا شکر خدای ذوالمنن

دور آبادی سے کوسوں بیچ جنگل میں بنا
دیتا تھا آن بھولے بھٹکوں کو جو راحت کا نشان

تھا بنایا جھونپڑا اک دھوپ پانی کے لئے
تھا مگر بستہ یہ جنگی مہمان کے لئے

تھا یہاں انبار خانہ نہ خزانہ تھا کوئی
مثل آغوش تمنا در کھلا تھا ہر گھڑی

جسکی خاطر حاجب و دربان کی ہوئی احتیاج
تاکہ آسودہ ہو وان آکر مسافر کا مزاج

وقت اب وہ ہے کہ فارغ ہو گئی اہل کاروبار
دیکھنا لیکن ہمارا راہب خلوت شعار

کوئی سوتا ہے تو کوئی قصہ خوانی میں ہے محو
اپنے پیارے مہمان کی میزبانی میں ہے محو

خشک و تر میوے جو تھے ہیں سب دستر خوان پر
حال پرسی ہے کبھی پڑھتا کبھی اشعار تر

جسکے کہانے کے لئے اصرار ہے مہمان سے
گاتا ہے کچھ گانا کہ تسلی دل کسی عنوان سے

گرچہ یہ بزم مبارک ہے تکلف سے بری
شمع و پروانہ کی لاگ اور جھینگروں کی راگنی

ہر طرف ہے سامنے آنکھوں کے قدرت کا سماں
ایک جانب گربۂ مسکین کی ہیں خوش فعلیاں

یہ مسافر تھا مگر کچھ دل گرفتہ اس قدر
فکر کی کالی گھٹا چھائی تھی ایسی قلب پر

کر نہیں سکتی تھی کوئی چیز اس کا غم غلط
پھوٹ کر رونے لگا آخر کو وہ حیران نمط

دیکھکر مہمان کو اپنے اس قدر اندوہگین
بول کچھ تو منہ سے اے جوان کیوں ہے غمگین؟

فرط ہمدردی سے بولا راہب فرخندہ فال
تجھپہ کیا گذری بتا یا تو نے کیوں اپنا یہ حال؟

ناز و نعمت میں ہوئی تھی پرورش شاید تری؟
یا کسی کی تو نے دیکھی دوستی میں دشمنی؟

اور اب قسمت نے تجھکو کر دیا غربت نصیب
یا تغافل نے کیا معشوق کے آفت نصیب

ہائے وہ خوشیاں مقدر جو دکھاتا ہی نہیں
اور اس خیال سے مسرت میں لطف آتا نہیں

اوس سے بڑھکر کون شی ہوگی حقیر اور بے ثبات
ہے زیادہ اس سے بھی موہوم اونکا ثبات

درستی دراصل اسم بے مسمی کا ہے نام
یا وہ سایہ ہے جو ہو ہمراہ دولت کے مدام

یا کہ جھوٹی نقل ہے اک دل لبھانیکے لئے
چھوڑ دی مفلس کو جو آنسو بہانے کیلئے

عشق سے کچھ اسکی بھی بڑھ چڑھ کے ہے معنی جدا
جسکا دشواری سے ہی پاتا ہے زمانہ مین پتا

آجکل کے خوبرویونکا ہے جو حسن مذاق
ہان مگر کچھ فاختہ سے آ گئی ہے بو وفاق

ای گل نو رستہ کیون ہو گرفتہ غنچہ سان
چونک اوٹھا سنکر یہ تقریر اوسکا پیارا سا دہان

چھوڑ دی ان بیوفا یہ خو حسینونکا خیال
شرم نے دکھلا دیا چہرہ کا اصلی خط و خال

ابتو ہے چشم نظر آ رہا ہے کچھ سامان اور
عارض گلگون وہ دکھانے لگے ہین شان اور

دیکھتا ہے ہو کے حیران باغ تازہ کی بہار
دیکھکر جسکو شفق بھی ہو گئی تھی شرمسار

وہ نگاہین شرم آلود اور وہ سینہ کا اوبھار
جب اوٹھا دھوکی کا پردہ کھلگیا انجام کار

جوش مین بیتابی دل در پے افشای راز
تھی وہ اک دوشیزہ نازک بدن سر مست ناز

بولی وہ کر عفو لیداوس مسافر کا قصور
ہون خجل گھس آئی کیون ایسی جگہ مین بے شعور

جو کہ آفت دیدہ ہے بیکس و گمراہ ہی
ایک مرد با خدا کی جو کہ خلوت گاہ ہے

رحم کر لیداوس دوشیزہ کی حالت پر تو
چشم حیرت سے جو ہے جو یاے راحت چارہ جو

عشق نے جسکو کیا گمراہ اور صحرا نورد
پر نہین جز یاس و نومیدی کسیکو اوسکا درد

میرے والد تھے رئیس اک صاحب مال و منال

جنکی تھی دولت سرا واقع لب دریاے [illegible]

۱۰ یہ اضافت شعرا کی نزدیک ناجایز ہے لیکن میری راے مین اسکا معرفہ کرنے یہ قید ضرورت سے زیادہ سخت ہے جبکہ اوسکے نظایر خود عربی مین موجود ہین مثلاً اطلبوا العلم ولو کان فی الصین۔ ظاہر ہے کہ جسطرح چین سے صین بنایا گیا ہم بھی ٹین کو طین بنا سکتے ہین اس حالت مین اضافت جایز ہو جاے گی لیکن بیچارہ اُردو نے کیا قصور کیا ہے کہ جو لفظ صحیح ملتے ذرا کے ساتھہ برتا جا سکتا ہے اوسین ایک اضافت کے لئے تعریب کی جاے ۱۲

دوسری اولاد تھی میرے سوا اونکی نہ آل
جس سے رونق گھر کی ہوتا اونکو ہوتا اونکا جمال

جمع رہتے رات دن صدہا جوانان حسین
میرا دم بھرتے تھے سب لیکن تجہ سا کوئی نہین

اوس کے آغوش محبت سے چھڑانیکو مجھے
تہا وہ الفت کی بنا پر یاد کہانے کو مجھے

دیکھنے جسکو چلا آتا ہے اک مجمع لئے
ایک اڈورن نام کا بہی نوجوان تہا انمین

تا کہ جلدی سے ہو اپنی آرزوؤن کامیاب
جسکو تہا اظہار الفت سے سدا مانع حجاب

تہی نہ قوت حاصل اوسکو اور نہ دولت پاس تہی
ہان مگر اک دولت عقل و شرافت پاس تہی

سادگی تہی وضع مین تہا سادہ دل سادہ مزاج
اور یہ دولت وہ تہی رہتی جسکی مجکو احتیاج

ساتھ میرے جب نکل جاتا تہا وہ گلگشت کو
عطر بیز انفاس کرتے تہے معطر دشت کو

اور غزل گاتا تہا کوئی عاشقانہ دردناک
اوس کا گانا سنکے گویا مست ہو جاتا تہا اک

کہلتے ہین کہا کر ہوا سے تازہ غنچے سر بسر
پر نہین ہے کوئی شے پر آب اور پاکیزہ تر

ہے مرصع کار شبنم سے قبائے گل تمام
اوسکے قلب صاف کے لے ہمسری کا جو کہ نام

شبنم و گل آج تک ہین رونق باغ جہان
لطف اوٹہایا اوسنے اونکے حسن کا اور یہ سمان

سبکو منظور نظر ہے جسکا حسن بے ثبات
دائمی اندوہ سے مجھکو نہ دیگا اب نجات

کیونکہ پہلے فکر رہتی تہی یہ روز و شب مجہے
حال اوسکے عشق کا لیکن کہلا جب تب مجہے

چاہیے ہو وے یا نہو مین اپنے اسکو لانا چاہیے
دل لگی سوجہی کہ اسکا دل دکہانا چاہیے

کر دیا یا اوس حبیب میرے غرور ناز نے
جان دی کس بیکسی مین آہ اوس جانباز نے

جا کے جہگڑے مین ہوا آخر کو وہ عزلت گزین
چہوڑ کر مجکو عزیز و خویش کا میرے رہین

تہی خطا میری اوٹہانے ہونگی صدمے مجہے
اوسکی صحرا اوسکی عزلت ڈہونڈہنی ہوگی مجہے

جان دیکر ہے بہگتنی اب مکافات عمل
آج سوتا ہے جہان وہ مین بہی وان سوؤنگی کل

قبر سے بہتر نہین کوئی مکان میرے لئے
یہ تو ظاہر ہے کہ دی اوڑون نے جان میرے لئے

اوسکے مدفن کی برابر ہوگی میری قبر بھی
حیف ہے دنیا مین بعد اوسکی جو مین جیتا بھی

یا خداوندا! کہا راہب نے استعجاب سے
اوسکی گستاخی پہ آئے ہی کو تہا غصہ دے سے

اور جہپٹ کر انہی سینہ سے لیا اوس کو لگا
بول اوٹہا اتنے مین راہب کہ خود اڈون ہی تہا

میری پیاری انجلینا راحت روح روان
میری جان و دل کی مالک اڈون بے خانمان

عاشق گم گشتہ تیرا دیکہہ یہ موجود ہے
ملگیا پہر تجہے شکر خالق معبود ہے

آ مری پیاری لگالون اپنے سینہ سے تجہے
اب نہین طاقت جدائی کی بہت صدمے سہے

ابتو دل سے دور ہو رنج و غم و درد فراق
ای حسینہ مریض عشق کر عہد و ثاق

گر خدا چاہے تو ہرگز اب نہونگے ہم جدا
ہوگی باقی عمر اخلاص و محبت مین بسر

مہربان تم ہمیشہ ہم ہوئے رہین تم پر فدا
رنج دیکہے آجتک اب ہوگی راحت مین بسر

## لٹن

اڈورڈ جارج ارل لٹن بیرن سنہ ۱۸۵۰ء مین بمقام ہیڈن ہال نارفک پیدا ہوا۔ یہ ناولسٹ ڈرامٹسٹ۔ شاعر۔ مضمون نگار اور پالٹیشن۔ اپنے عہد کا یکتاے روزگار سمجہا جاتا تہا لٹن کی عمر ابہی دوہی سال کی تہی کہ اوسکا باپ دنیاے گذران سے سفر کر گیا اور اپنے ہونہار بیٹے کو اوسکی شفیق اور لائق مان کی نگرانی مین چہوڑ گیا۔ اوسکی مان نے اوسکو خانگی تعلیم دلائی اور کبہی پبلک اسکول مین شریک نہین کرایا۔ چنانچہ اوسنے اپنے مضامین مین اکثر تعلیم مدارس کے مفاد و مضار کی نسبت بحث کی ہے۔ بلاشبہ اوسکی خانگی

تعلیم ایسی مکمل ہوئی تھی کہ اوسنے پندرہ ہی برس کی عمر میں ایک مجموعۂ نظم سنہ ۱۸۲۰ع میں شائع کیا اور سنہ ۱۸۲۵ع میں اوسکو ایک نظم کے صلہ میں دار العلم کیمبرج سے تمغہ حاصل کرنے کی عزت حاصل ہوئی۔ چند ہی روز کے بعد اوسکی نظموں اور ناولوں نے اسقدر شہرت اور ہردلعزیزی حاصل کی کہ وہ ہر درجہ اور ہر مذاق کے آدمی کے ہاتھ میں نظر آنے لگیں۔ اور لٹن کا شمار بھی اپنے زمانہ کے اعلیٰ طبقہ کے مصنفین میں ہونے لگا سنہ ۱۸۳۳ع سے لٹن نے علاوہ اِن اشغال تصنیف کے ایک رسالہ (دی نیو منتھلی) کی ایڈیٹری اختیار کی اور سنہ ۱۸۳۴ع میں اوسنے خود ایک ماہوار رسالہ (دی منتھلی کرانیکل) کے نام سے جاری کیا مگر یہ پرچہ معلوم نہیں کن اسباب سے بہت جلد بند ہو گیا۔ مختصر یہ ہے کہ لارڈ لٹن نے برابر پچاس سال تک اپنے قلم اور دماغ سے کام لیا اور پچاس مختلف تصنیفیں چھوڑ کر سنہ ۱۸۷۳ع میں اس دنیا سے رخصت ہوا اور مصنفین کی انسیکلو پیڈیا میں ہمیشہ کے لئے اپنا نام طلائی حرفوں میں لکھا ہوا چھوڑ گیا۔ ذیل کی نظم اوسی کے سخن کے لالی ابدار کی ایک [illegible] ہی ہے جس سے اُردو زبان کے خزانہ کو عزت دی جاتی ہے۔

## زندہ دلی

مطلع کثیف منظر صحرا تھا سامنے
میں گشت کر رہا تھا پہاڑوں کی راہ میں

ہمراہ ایک طفل تھا بشاش و شادکام
کچھہ امتیاز جسکو نہ تھا واہ و آہ میں

مشغول کھیل کود میں تھا طفل زندہ دل
ڈوبا تھا میں مگر تفکر کے چاہ میں

چھایا ہوا تھا ابر الم میرے قلب پر
ابتک نمی تھی اشکوں کی چشم سیاہ میں

ایک پھول ایک پتا اور ایک کنکری لئے
وہ طفل خوش تھا پاکے غنیمت بسر ؟ میں

دولت یہ اوسکے حق مین تہی ایسی گران بہا / تہی سلطنت سے بڑہکے جو اوسکی نگاہ مین

ہر بار دوڑ دوڑکے آتا تہا پاس وہ / اپنا خزانہ مجھکو دکہانے کی چاہ مین

پر اس قدر دماغ کہان تہا کہ اوس گھڑی / دلچسپیان ہون کچہ مجھے سنگ و گیاہ مین

یہ بہی نہو سکا کہ ملامت کرون اوسے / اتنی بہی تہی نہ رکہائی نہ قلب سیاہ مین

مجبور ہو کے مین متوجہ ہوا اودہر / دونو کے دونو تھم گئے اک لحظہ راہ مین

رہبر سے اپنے کہنے لگا تب وہ طفل شوخ / عزت بہت تمہاری ہے سبکی نگاہ مین

شہرہ ہے سارے شہر مین علم و کمال کا / سب دم تمہارا بہرتے ہین ہر درسگاہ مین

دیکہو ذرا براہ کرم انکو کیا ہین یہ / ماہیت انکی سمجہو گے تم اک نگاہ مین

دیکہا جو مین نے سنکے یہ تقریر اوس طرف / بس محو تہا نظارہ صنع اله مین

چیزین وہی تہین معدن حکمت نظر مین اب / جنکو کہلونے سمجہا تہا مین اشتباہ مین

تہا فلسفہ لکہا ہوا علم نبات کا / اوس اک ذرہ سے صفحہ برگ گیاہ مین

دیتا تہا اگلے وقتونکے طوفان کا پتا / وہ سنگ جم کے سخت ہوا تہا جو راہ مین

معیار نفس علم ہین یہ ہمسنگ لعل و در / گو کس مپرسیو نسے ہون حال تباہ مین

ایک ایک سنگریزہ ہے تاریخ روزگار / اکسیر کے صفات ہین ہر برگ کاہ مین

قدرت کا بے بہا یہ خزانہ سب اسطرح / اطفال پر ہے وقف مسرت کی راہ مین

لیکن ملول دل کا جہان مین یہ رنگ ہے / رہتا ہے محو اپنے ہی حال تباہ مین

✝ اے وہ کہ جسکی نعمتین دنیا مین عام ہین / رکہتا نہین قدم کبھی غم جسکی راہ مین

سمجہون کہ تیرا شکر ہوا مجہسے کچہ ادا / ہو جلوہ گر جو نور مسرت جباہ مین

✝ آخر کے دونون شعرون مین حمد ہے۔

# مانٹگومری

جیمس مانٹگومری ۴ نومبر ۱۷۷۱ء مین بمقام اِرون (ایرشیر) پیدا ہوا۔ اوسکا باپ ایک معمولی حیثیت کا مشنری یعنی پادری تہا۔ ضروریات دنیاوی کے لحاظ سے مجبور ہوکر وہ بیٹے کو یارکشیر مین چہوڑکر وسٹ انڈیز کو چلا گیا باپ کے ساتہہ مانٹگومری مان سے بہی جدا ہوگیا۔ افسوس ہے کہ یہی سفر اوسکی والدین کا آخری سفر ہوا اور گردش زمانہ نے اوسکو اونکے آخری دیدار سے بہی محروم رکہا کیونکہ دونون میان بیوی اِسی مسافرت کی حالت مین اپنے اکلوتے ہونہار بیٹے کو یتیم چہوڑکر راہی عدم ہوے۔ اگرچہ اوسکی شوخ طبیعت نے بارہ برس کی عمر سے اوسکو شاعری کے دشوارگذار راستہ پر لگادیا تہا۔ لیکن ہاے رے ناداری جسنے ہمارے ہیرو کے قدرتی قابلیت کے جوہر کو گمنامی مین چہپا رکہا۔ اور یہی نہین ہوا بلکہ اوسکو اسکا موقعہ بہی نہین ملا کہ وہ اِس مادہ قابل کو ابتدا سے عمر مین کچہہ ترقی دیسکے۔ مجبوراً اوسنے ایک دوکاندار کی نوکری اختیار کرلی تاکہ قوت لایموت کا سہارا ہوجاے۔ مگر جب اوسمین گذر نہین ہوئی تو وہ اپنی نظمون کے حق تصنیف سے نفع اوٹہانے کی امید مین شہر شفیلڈ مین اکر رہا۔ پہلے جس کتب فروش سے وہ ملا اوسنے اوسکی نظمین لینے سے تو انکار کردیا لیکن اوسکی حالت پر رحم کہاکر اوسکو اپنی دوکان کا کارپرداز مقرر کرلیا۔ چند روز کے بعد اوسنے ایک دوسرے کتب فروش مسٹر گیلز کی ملازمت اختیار کرلی۔ یہ ایک اخبار کا پروپرائٹر تہا جسکے باعث سے اوسکو مضامین لکہنے کا خوب موقعہ ملا اور جب ایک باغیانہ مضمون لکہنے کی وجہ سے مسٹر گیلز کو فرار ہوجانا پڑا تو مانٹگومری ہی

اوس پرچہ کا اڈیٹر اور پبلشر بنگیا جسکا نام اب اوسنے بدلکر ششفیلڈ ایرس رکہا - اس پرچہ مین اوسنے اس قدر آزادی سے مضامین لکہے کہ اوسکی پاداش مین جرمانہ دیا اور قید بہگتی اور خدا جانے کیا کیا مصیبتین اوٹہانی پڑین مگر اوسکی انصاف دوست طبیعت پبلک کی طرفداری مین اپنا فرض منصبی ادا کرنے سے کبہی ہٹنی یا اوسمین قاصر نہین ہوئی - اگرچہ اوسکی زندگی مین زمانہ ہمیشہ اوسکی مخالفت پر آمادہ رہا لیکن مرنے کے بعد عام طور سے دلون مین اوسکی سچائی اور راستبازی کی عظمت نے اپنا گہر کرلیا - اوس کی شاعری نے بہی بہت اچہا فروغ پایا اور پبلک نے جیسی چاہیئے تہی ویسی ہی اوسکے کلام کی قدر کی - اسکی زندگی کے حالات اس قابل ہین کہ وہ پڑہے جائین اور ہونہار جوان اون سے سبق حاصل کرین اسکی سوانح عمری سات جلدون مین لکہی گئی ہے جسکی فہرست لکہنے کے لئے بہی اس مختصر مجموعہ مین گنجائش نہین پائی جاتی - ذیل کی نظم مین جس خوبی کے ساتہہ اوسنے دنیا کی بے ثباتی اور انسان کی ضعیف البنیانی کی تصویر کہینچی ہے اس سے بہتر ہونا ناممکن سا معلوم ہوتا ہے -

## آدمی

کہتے ہین اگلے وقتون مین تہا ایک آدمی
پر جسطرح ہین ہم ہین بد و نیک آدمی
لیکن وہ کیا تہا کون تہا اسکی خبر نہین
باتین سب اوسکی ایسون ہی کی ملتی جلتی تہین

مولد ہی سے تہی اوسکے کسیکو نہ آگہی
معلوم ہے پر اتنی حقیقت رہی سہی
مدفن ہی کا نہ اوسکے جہان مین ہے کچہہ پتا
اوسکا نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا

یہ جانتے ہین ہم کہ مسرت بہی رنج بہی
رہتے تہے اوسکے قلب مین بیم و رجا کی ساتہہ

پر راحت و مصیبت و عیش و ملال کی ۔۔۔ کیا ہو خبر مٹے وہ ہوا فنا کے ساتھ

اعضا بھی نبض بھی حرکت مین ہین روز و شب ۔۔۔ محسوس ہوتے ہین جذبات دلی تمام
بے شبہہ حالتین یہی گذری تھین اوسپہ سب ۔۔۔ یہ کیفیت ہر ایک بشر کے لئے ہے عام

تکلیف اوٹھائی اوسنے یہ وہ دن گذر گئے ۔۔۔ آرام پایا۔ پر وہ زمانہ نہین رہا
احباب بھی تھے اوسکے۔ مگر سب وہ مر گئے ۔۔۔ جو مدعی تھے۔ اونکا ٹھکانا نہین رہا

عاشق تھا وہ۔ یہ کسکا ہے کسیکو خبر نہین ۔۔۔ جز مرگ و قبر کون ہے اب اوسکا رازدار
معشوق اوسکا۔ ہان یہی لیکن گر کہ تھا حسین ۔۔۔ پر اوسکا حسن کر نہ سکا رد قضا کا وار

وہ دیکھتا تھا سب یہی۔ جو دیکھتے ہین ہم ۔۔۔ ان ساری زحمتونکا تھا اوسکو بھی سامنا
جو کچھہ ہین ہم یہی تھا وہ۔ اس سے سوا نہ کم ۔۔۔ اب اوسکو پیش ہے۔ جو ہمین پیش آئیگا

یہ گردشین زمانہ کی یہ روز اور یہ شب ۔۔۔ یہ مہر و ماہ و کوکب و کوہ و بحار و ارض
لطف انکا تھا جبھی کہ بدن مین تھی روح جب ۔۔۔ پر روح پر رفاقت تن کب سدا تھی فرض

یہ دھوپ اور یہ چاندنی یہ ابر آوری ۔۔۔ پہونچاتے تھے جو روح کو اوس کی مسرتین
بھولے سب ایسے یہ بھی نہین پوچھتا کوئی ۔۔۔ کیا اوسکو پیش آئین لحد مین مصیبتین

صفحات کارنامہ اولاد ابو البشر ۔۔۔ دیکھے بہت پر اونمین نہ تھی بات کچھہ نئی

کہتے ہین یکزبان یہی قبرون کے یہ کتبہ
رہتا تھا اگلے وقتون مین یہان کوئی آدمی

## ہڈ

تھامس ہڈ ۲۳ مئی ۱۷۹۹ء کو خاص شہر لندن میں پیدا ہوا۔ ابتدائے عمر میں وہ مصوری اور نقاشی کا پیشہ کرتا تھا لیکن ایک علمی رسالے کے تعلق نے جو آخر عمر میں پیدا ہو گیا تھا اوسکی طبیعت کو لٹریچر کی جانب مائل کر دیا جسکے بعد سے پھر اوسنے پیشہ کے طور پر کسی دوسرے کام کو نہیں کیا البتہ کبھی کبھی اپنی تصنیفات میں کچھ کچھ تصویریں بنا دیا کرتا تھا۔ ۱۸۲۴ء میں اوسکی شادی ایک مشہور مصنف جان ہملٹن رینالڈز کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوئی۔ ۱۸۲۵ء میں اوسنے اپنے برادر نسبتی کے اشتراک میں اپنی نظموں کا پہلا مجموعہ شائع کیا۔ ۱۸۳۴ء میں وہ کارخانہ ٹوٹ گیا جس سے اوسکو تعلق تھا جسکے باعث سے چند سال کے لئے اوسکو وطن چھوڑنا پڑا۔ ۱۸۴۰ء میں وہ پھر انگلستان واپس آیا اور بقیہ زندگی تکلیف اور دوام المرضی کی حالت میں بسر کی (جیساکہ اوسکی اس نظم سے ظاہر ہے جسکا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے) اور نہایت ناامیدی اور شکستہ دلی کے ساتھ ۳ مئی ۱۸۴۵ء کو اس دارفنا سے رخصت ہو کر سفر آخرت اختیار کیا۔

## خواب پریشان

| | |
|---|---|
| شب گذشتہ کو بیٹھا ہوا تھا میں تنہا | انیس بزم بجز شمع اور کوئی نہ تھا |
| گرد و غبار ہوا چھا اور رنگ صحبت کا | جمال شمع کا دھندلا دکھائی دینے لگا |
| ہوا سے شمع کی لو جھلملائی جاتی تھی | کرشمے رنگ جہان کے دکھاتی جاتی تھی |

یہ سنکے چپ ہوا مین کچھ دیا نہ اوسکو جواب
کیا بغور پھر ایام رفتہ کا جو حساب

اوٹھا کے دیکھی ہین روزنامچہ کی کتاب
تو مجھ پہ کچھ بہی سنہ اٹھتیس کا نہ فاضل تہا

تمام سال اوٹھائی تہی سخت بیماریا
دل و جگر پہ حوادث کے زخم تہے کاری

کٹی تہی رنج و الم ہی مین زندگی ساری
جناب ہی کی بدولت یہ سب تہا پیش آیا

بگڑکے مینے کہا جوش غیظ و نفرت سے
بس آپ جائیے اب اٹھئیے میری صحبت سے

قسم خدا کی مین واقف ہون خوب حضرت سے
"مگر اور دیکھئے یان مجہسے کچھ نہ پائے گا"

وہ بولا ایسا تو مینے نہین کیا ہے قصور
کہ یاد آئینگی اکدن یہ صحبتین بہی ضرور

اگر قصور ہوا بہی ہو عفو کردین حضور
دیا ہے رنج جو کچھ مینے اب نہ پھر دونگا

جو دوسرون نے کیا ہے کرینگے وہ تو جناب
جرس وہ چرخ کا کہتا ہر آن کا لوشتاب

خطاب گر نہین منظور کیون ہے اتنا عتاب
کہ دہر ہین حضرت اٹھتیس بیچگئے بارا

یہ سنکے مینے ملازم کو دی صدا "پیٹر"
کہا یہ مینے کہ "اسکو نکال دے باہر"

تو آکے سامنے حاضر ہوا وہ لیکے جناب پیر
بڑا نا سال یہ کسطرح گھر مین گھس آیا

## لانگ فلو

ہنری وارڈسورتھ لانگ فلو امریکہ کا مشہور شاعر مین اسٹیٹ کے شہر پورٹ لینڈ مین ۲۷ فروری ۱۸۰۷ء کو پیدا ہوا اور ۱۸۸۲ء مین پچہتر برس کی عمر کو پہونچکر نہنگ اجل کا شکار ہوا۔ ابتدائی مدارج کو طے کرنے کے بعد باڈاین کالج برنسوک مین داخل ہوا اور وہین سے گراجوایٹ ہوکر نکلا۔ کالج چھوڑنے کے بعد

نا مکمل

کچھ دنون تک اپنے باپ کے آفس مین قانون کی تعلیم حاصل کرتا رہا لیکن چونکہ اوس کی
طبیعت کو لٹریچر (ادب) کیجانب فطرتی رجحان تھا اور حسن اتفاق سے اوسکی مرضی کے
موافق یہ صورت پیش آگئی کہ باڈاین کالج کے لئے معلم السنہ مروجہ (یورپ) یعنے
پروفیسر آف ماڈرن لینگویجز کی ضرورت تھی اور اوس جائداد پر اسکا تقرر ہو گیا جسکے بعد
سے پھر اوسنے قانون کی جانب سے بالکل اپنی عنان توجہ کو پھیر لیا اور معلم السنہ
مین کمال حاصل کرنے کی غرض سے یورپ کا سفر اختیار کیا - اوسکی شاعری کے
متعلق اس موقعہ پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوس عبارت کا ترجمہ کر دیا جائے
جو مسٹر ایچ ڈبلیو بالکن نے اوسکے کلیات کے دیباچہ مین تحریر فرمائی ہے - وہ
لکھتے ہین کہ "اگر مقبولیت کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک شاعر کے لئے
اوس کامیابی اور ہر دل عزیزی کی دلیل ہے جو اس بات کا پتا دیتی ہے کہ ناظرین
کے ایک بڑے گروہ مین جسمین ہر مذاق - ہر قوم اور ہر ملک کے آدمی شامل ہون
اوسکے کلام نے وقعت اور عزت حاصل کی تو اسمین کوئی کلام نہین ہو سکتا کہ امریکن
کے اس نامی گرامی شاعر کو بدرجہ اولی یہ بات حاصل تھی - چنانچہ اوسکی سوانح عمری لکھنے والون
مین سے ایک شخص نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ "انگریزی دان اقوام مین اس صدی
کے تیسرے حصہ مین اس شاعر کے کلام نے اپنے ناظرین اور شایقین کی تعداد
کو بہت زیادہ بڑھا لیا ہے اور اسمین کوئی شبہ نہین کہ سوائے ٹنی سن کے اور کسیکو
اوسکا مدمقابل نہین کہہ سکتے - اور اسمین بھی کوئی شک نہین کہ امریکہ - انگلنڈ اور انگلش
کالونیز مین ٹنی سن کے بہ نسبت لانگ فلو کے کلام کے پڑھنے والون کی تعداد
کہین زیادہ ہے" یہ قول مسٹر ولیم راسٹی کا ہے جسنے لانگ فلو کی قابلیت کا

اندازہ کرنے مین غالباً کوئی غلطی نہین کی ہے"۔

اگرچہ اِس موقعہ پر اوسکے کلام کا بالکل مختصر نمونہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے لیکن پھر سخن شناس حضرات اوسکو دیکھکر مسٹر بلکن کے قول پر بخوبی راے قائم کر سکتے ہین۔

## دل بیقرار

چکی کا ہو پاٹ یا کہ انسان کا دل
دو دون کو ہے ہر حال مین گردش حال
پیسینگے اوسے ملا اگر کچھ ۔ ورنہ
خود آپ ہی گھس کے خاک مین جائینگے مل

## نسیم سحر

خوشگوار ایک نسیم کا جھونکا
کر گیا آکے روح کو تازہ
سنسناہٹ تھی اوسکی پیغام
صادر احکام ہوتے تھے قطعی
کہہ اشارہ تھا اشک شبنم سے
دور ہو گل کے عارض نم سے
کہین تھا انتظام دریا کا
کہین تھا بندوبست صحرا کا
وہان جہازون کے لنگر اوٹھتے تھے
مرغ ادہر جہاڑ کر پر اوٹھتے تھے
تھی منادی بہ شاخسارون مین
علم سبز آ گئے آگے رہین
حکم مرغان خوشنوا کو یہ تھا
کہ ہوئی صبح پھر ہون حمد سرا
کا شتکارون کو مژدہ جا کے دیا
کہ اوٹھو کھیت بو دن نکلا
تھا درختان باردار کو یہ حکم
کہ سہو جو رسنگ صنم یکم
جا کے گھڑیال کو پھر حکم دیا
کہ بجا کر جرس یہ کر دو ندا

اگئی صبح ہوشیار ہو پہر — غافلو صرف کاروبار ہو پہر
کرکے یون ہر طرف سے اطمینان — آ گئی پہر سوے شہر خاموشان
نفس سرد اک بھرا ناگاہ — سب بے ثباتی پہ یان کی تنہا جو گواہ

بولی کس نیند آج سوئے تم
سب اوٹھے آہ پر نہ اوٹھے تم

## دہوپ اور چاندنی

تخت افق پہ مہر تہا کل جبکہ جلوہ گر — اوسکی جلو مین چاند بہی آیا مجہے نظر
تہا خون خشک اوڑتی تہین منہ پر ہوائیان — جیسے پتنگ ہو کسی لڑکے کا اوج پر
اوس تیز روشنی مین پڑہی مینے ایک نظم — مضمون بہرے تہے جسمین تصوف کے سربسر
سمجھا مین اون نکات کو اوہام باطلہ — ایسا مرا دماغ تہا گرمی سے منتشر
زائل پہ رفتہ رفتہ حرارت وہ ہوگئی — دن یون ڈہا جوانی کی گویا تہی دوپہر
شب نے اوڑہایا آن سکے دامان عافیت — دریا و دشت و کوہ بیابان و شہر پر
اوسوقت ماہتاب بصد جاہ و تمکنت — نکلا پتنگ سے صورت معشوق فتنہ گر
وادی شب مین آگیا سیلاب نور کا — طوفان مین چاندنی کے گئے ڈوب بام و در
اب مینے لیکے غور سے دیکہی جو پہر وہ نظم — کیونکر کہون کہ دل پہ ہوا اوس سے کیا اثر

سب بے حجاب ہو گئے پردی مین رات کے
دن کو جو شاہدان معانی سے تہے ستر

# شلی

پرسی بیش شلی ۴ اگست ۱۷۹۲ء کو فیلڈ پلیس سسکس مین پیدا ہوا تھا۔ یہ سر ٹیمو تھی شلی کا بڑا بیٹا تھا۔ ساٹ آٹھ برس کی عمر تک اوسنے اپنی بہنون کے ساتھہ پرورش پائی جسکی وجہ سے اوسکی طبیعت کو مردانہ کھیلون کی جانب بالکل رغبت نہ تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ مین داخل ہونے پر لڑکون نے اوسے تنگ کرنا شروع کیا جس سے اوسکے مزاج مین چڑچڑاپن پیدا ہوگیا۔

ابتدائی مدارس کی تعلیم حاصل کرنیکے بعد سنہ ۱۸۱۰ء مین شلی اکسفورڈ کی یونیورسٹی مین داخل ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرنچ روز ولیوشن نے بڑے بڑے مستقل مزاجون کے خیالات مین برہمی پیدا کر دی تھی۔ شلی نے بھی زمانہ کے آزادانہ اصول کی تبعیت اختیار کرکے ایک پمفلٹ (رسالہ) اپنے دوست مسٹر ہاگ کی شرکت مین "لامذہبی کی ضرورت" کے عنوان سے شائع کیا جسکی بنا پر وہ یونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ اِس زمانہ مین اوسکی عمر ۱۷ سترہ برس کی تھی لیکن اپنے عزیزون مین ایک لڑکی سے اوسکو تعلق پیدا ہوچکا تھا مگر اوسکا کالج سے نکال دیا جانا اور اوسکے اسباب ایسے تھے جنھون نے اِس نسبت مین رخنہ ڈالدیا اور اوس لڑکی نے دوسرے شخص سے شادی کرلی۔ شلی کی اِن حرکتون سے اوسکے سب عزیز ناراض تھے تاہم اوسکے باپ نے لکھا کہ اگر تم ہاگ کی صحبت چھوڑدو اور گھر واپس آکر خانگی تعلیم حاصل کرلو تو مین تمہاری خطا معاف کرونگا۔ لیکن شلی نے اِن شرائط کو منظور نہ کیا۔ تاہم اوسکا باپ دوسو پونڈ

سالانہ لندن مین اوسکو بہیجتا رہا۔

اِس واقعہ سے اوسکی بہنون کو لازمی طور پر محبت کا جوش زیادہ ہوا اور اونہون نے اپنی ایک ہم مکتب لڑکی (جسکا نام ہاریٹ وسٹ بروک تہا) کے ہاتہہ شلی کے لئے کچھہ تحائف روانہ کئے۔ اِس لڑکی کی عمر سولہ برس کی تہی اور حُسن و جمال مین آپ ہی اپنی نظیر تہی۔ چنانچہ شلی اوسپر فریفتہ ہوگیا اور باوجودیکہ وہ خاندانی حیثیت سے اس کے ٹکر کی نہ تہی چند دنون کے بعد اسکاٹلنڈ مین جاکر اسنے اوسکے ساتہہ شادی کرلی (کیونکہ انگلستان کے قانون کی رو سے ابہی وہ دونون نابالغ تہے اور اِس ملک مین رہکر شادی نہین کرسکتے تہے) چند دنون کے بعد اوسنے ہرمٹ آف مارلو کے عنوان سے پرنسز چارلٹ کا مرثیہ لکہکر شائع کیا یہ ایک پولٹیکل نظم تہی جسمین اوسنے شاہزادی کے نام کی آڑ مین آزادی کا مرثیہ لکہا تہا۔ شلی کی پہلی شادی نامسعود ثابت ہوئی کیونکہ ۱۸۱۴ء مین اوسنے اپنی بیوی اور لڑکے کو نکالدیا جو اوسکے گہر سے نکلکر ایک اور لڑکے کی مان ہوئی اور شلی میری گاڈون کو لیکر اٹالی چلاگیا اگرچہ اوسنے ہاریٹ کو چہوڑدیا تہا تاہم ابہی اوسکے ساتہہ محبت باقی تہی اور اُس نامراد عورت کو بہی اپنے شوہر کی بےمہری کا اِس قدر صدمہ تہا کہ باوجود دوسرا تعلق پیدا کرلینے کے اِس جدائی کی مصیبت دو برس جہیلنے کے بعد اوسنے اپنی زندگی کا خاتمہ اِس طور پر کیا کہ ڈوب مری۔ شلی نے اپنے لڑکون کے جو اپنے نانا کے پاس تہے دلاپانے کا دعویٰ کیا لیکن چونکہ اوسنے مذہب عیسوی کے خلاف ایک نظم شائع کی تہی اسلئے گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہاریٹ کے لڑکے باپ کو واپس نہ دئے جائین اور نہ نانا کے

پاس رہین بلکہ ایک شخص ثالث کی ولایت مین دیدیے جائین - ہاریٹ کے مرنے کے بعد شلی نے مس گاڈون سے شادی کرلی اور اٹالی مین رہنے لگا اور پہر انگلستان واپس نہین آیا-

افسوس ہے کہ یہ خداداد طبیعت کا نازک خیال شاعر تیس ہی برس کی عمر مین غرق دریا ہو کر دنیا سے رخصت ہوا- اسکے کلیات مین روالٹ آف اسلام - کوئین ماب - روز الینڈ اینڈ ہلن - نہایت مشہور اور بسیط نظمین ہین- علاوہ اسکے اور بہت سے متفرق کلام کا ایک ضخیم مجموعہ ہے - ذیل مین اوسکی دو مختصر نظمون کے ترجمے درج کیے جاتے ہین -

## وقت

اے وقت تو وہ بحر ہے ناقابل عبور
آب عمیق کو ترے کہتے ہین حادثات
وہ بحر بے کنار ہے تو جس کا مدوجزر
لاکھون کیے شکار پہر اب تک بہرا نہ پیٹ
کہاکرا نہین اوگلتا ہے ساحل پہ وانکو

موجون کا جسکی نام سنین و شہور ہے
جو اشک چشم اہل زمانہ سے شور ہے
پیمانۂ بقا و فنا سے وہ دور ہے
ہر روز تیرے جوع بقر کو وفور ہے
نامہربان نواز ہے جو اور دور ہے

طوفان مین ہو نا کس سکو کہین ہی پہ رد غا
غافل جو تجہسے ہو اسی خطرہ ضرور ہے

# ابر

چشمہ اور دریا سے جاکر پانی مین بھر لاتا ہون
پیاسے پھولون کو لا لاکر آب حیات پلاتا ہون

چڑہتی دہوپ مین جب پتون کی رنگت مرجہا جاتی ہے
بادل کا تنگہیرہ لاکر اون کے سر پر لگاتا ہون

صبح کے وقت جو طایر اپنے گہونسلون مین سو جاتے ہین
جہاڑ کے اپنے پر دنکی شبنم چھینٹا دے کے جگاتا ہون

جاتا ہون خرمن کوب فلاخن اولون کی لیکر کہیتون پہ
غلہ والی کی محنت سے دہقانون کو بچاتا ہون

مین وہ سخی ہون دست کرم میرا ہر شے کی طرف ہے دراز
اولون سے بحر و بر مین یکسان در نجف برساتا ہون

آن کی آن مین پانی کرکے اونکو بہا دیتا ہون پہر
بجلی اور گرج سے ہنستا گاتا پہر گہرجتا ہون

چیختے لگتے ہین اشجار تناور اوسکے صدمہ سے
کوہ کی چوٹی سے جو سطح مین برف کے بیچ گراتا ہون

باد طوفانی ہی کی گود مین مجھکو چین کچھ آتا ہے
اور جلے تکیے رکھکے سرہانے رات کو جب سو جاتا ہون

برق طپان جو ہے رہبر میری شب بہر پہرہ دیتی ہے
دم بدم اپنے قیدی رعد کو شور مچاتے پاتا ہون

بجلی راہنمائی میری کرتی ہے دشت و دریا مین
افسانہ جنات کا اوسکو مین جس وقت سناتا ہون

اسکو یقین ہوتا ہے اپنے ان محبوبون کے ملنے کا
کوہ و دشت و دریا کو جو مین انکا ٹھکانا بتاتا ہون

صبح کو آتا ہے خسرو خاور سر پر رکھے تاج زری
اپنی کشتی مین اوسکو بٹھاکر سیر کو مین لیجاتا ہون

جیسے پہاڑ کی چوٹی پر سیمرغ نشیمن کرتا ہے
ویسے ہی اس مرغ زرین کو مین بھی سر پہ بٹھاتا ہون

لیکن شام فلک پر جب ہے کہلاتی تختہ لالہ کا
مین بھی اوس کے عشق مین غوطہ بحر خونین لگاتا ہون

تخت زبرجد پر یہ لیلی ہوتی ہے جس دم جلوہ نما
روکے تخت یا دے تعظیم کھڑا رہجاتا ہون

نور کی چادر اوڑھے ہے ایک کتابی چہرہ والی حور
بیٹھنے کے محل مین شب کے آتے ہی جب مین جاتا ہون

+ جیسا ان دونون شعرون سے ظاہر ہے قدیم الایام مین اہل یورپ کا یہ خیال تھا کہ بجلی جنسیت کی وجہ سے جنات کی عاشق ہے اور اونہین کی تلاش مین ہمیشہ سرگردان رہتی ہے ۱۲ - مترجم

———

چاند* اسے کہتے ہین سب اور جس رستے یہ گذرتی ہے
نقش قدم سے اوسکے اپنا سینہ چھلنی پاتا ہون
جہان نکلتے جاتے ہین ان چھید ونسے پیچھے پیچھے تارے بہی
ہنستا ہون ان سونیکی چڑیون کو اڑتے ہوے جب پاتا ہون
پہر مین اپنے خیمے کو جو سطح ہوا پر قایم ہے
بانسے اوٹھا کے لپیٹ کے باندہ کے اور کہین لیجاتا ہون
تا دریاؤن اور تالا بون کی سطح آب صفا کو
چاند اور تارے کرین مست جنکا عکس مین اوٹھاتا ہون
ماہ مبین کا جبین کے زیور گہہ دیتا ہون شال عزا
اور کبہی شاہ خاور کو مین آتش مین طارق پہساتا ہون
گلخن چرخ کے انگارون کو کر دیتا ہون خاکستر
کوہ آتش بار کی آگ کو چھینٹا دیکے بجھاتا ہون
بحر ہند سے جب اوٹھتا ہون۔ راس کماری سے لیکر
راس شمالی تک بیچو بیچ اپنا تان کے آتا ہون
وہ نیرنگی عالم کا منظر جسے کہتے ہین قوس قزح
باب الفتح و ہمیع نصر اجس مین ہو کر جاتا ہون

* چاند کو اس مصرع پر حسب قاعدہ انگریزی بمجبوری مونث مان لینا پڑا ہے ورنہ ترجمہ مین دقت ہوتی لیکن اگر ہم "گذرتی ہے" کا فاعل بہی خود ہوا کو تسلیم کر لین تو پہر یہ اختصار اقص بہی اوٹھ جائیگا اور جملہ کی ترکیب بھی درست ہو جاتی ہے۔ مترجم

اوپر والے چشمۂ نور مین رنگتا ہون پر چشم اپنے
سایہ اونکا ڈال کے نیچے پھر مین زمین کو ہنسا تا ہون

باب بحر اور نام زمین کا مین ہون نام آور فرزند
نازون سے افلاک کے گہوارے مین پالا جاتا ہون

گاہ زمین پر گاہ ہوا پر اور کبھی ہون زیر زمین
موت† مجھے آتی ہی نہین حسان روپ بدلتا جاتا ہون

گاہ ہے ابر اور گاہ ہے باران بحر کبھی ہون کبھی چشمہ
خلق کو قدرت کی نیرنگی ہر قطرہ مین دکھاتا ہون

بعد بارش قصر فلک کی تازہ صفائی ہوتی ہے
سونا مہر چڑھاتا ہے مین دل مین ہنستا جاتا ہون

تاک لگائے رہتا ہون اور دیکھا کرتا ہون سب رنگ
چھپ رہتا ہون جہر دن دررون مین جہان ٹھکانا پاتا ہون

سقف زبرجد اوسکی جب کامل تیاری پر آتی ہے
ہوا کا زینہ لگا کے چپکے چپکے تب چڑھ جاتا ہون

مثل دیو جہان مین پہونچا سب کے ہوش اوڑ جاتے ہین
بہروپی وہ ہوم مچاتا ہون اور پھر پانی برساتا ہون

---

† یہ سینس کا مسلہ مسلہ ہے کہ میٹر یعنے مادہ کو فنا نہین ہے بلکہ اوسکی تبدیل ہیئت ہوتی رہتی ہے

# بیرن

لارڈ جارج گارڈن بیرن ۲۲ جنوری ۱۷۸۸ء کو پیدا ہوا۔ سر جان بیرن جو اس خاندان کا بانی تھا اور جسکو ہنری ہشتم (بادشاہ انگلستان) کے عہد میں علاقہ نیو اسٹیڈ جاگیر ملی تھی اوسکی نسل سے یہ چھٹا لارڈ تھا۔ اسکا باپ کپتان بیرن ایک بد رویہ آدمی تھا جسنے اپنی بیوی اور بچے کو گھر سے نکال دیا تھا لیکن اسی ندامت میں اوسکو خود بھی انگلستان سے جلاوطن ہو جانا پڑا۔ مسز بیرن اس کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دئے جانے کی وجہ سے اپنے وطن مالوف ابرڈین میں آکر رہنے لگی تھی اور یہاں اوسنے غربت کی حالت میں اپنے اس فی المثل یتیم بچے کو خیراتی مدرسہ میں داخل کرا دیا تھا۔ مگر یہ لڑکا چونکہ خوش قسمت تھا اور اوسکی تقدیر میں ناموری لکھی تھی لہذا اتفاق سے ۱۷۹۸ء میں اوسکا ایک رشتہ کا نانا مر گیا اور چونکہ اوسکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے مسز بیرن ہی اوسکی املاک اور جائداد کی وارث قرار پائی۔ اب اوسنے بیرن کو لارڈ کارلیل کے سپرد کر دیا جسنے اوسکو تعلیم پانے کے لئے ہیرو بھیجدیا۔ بیرن کے مزاج میں کچھ تو فطرتی طور پر اور کچھ اوسکے ابتدائی حالات زندگی کے اثر سے آزاد روشی پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ ۱۸۰۵ء میں جب وہ کیمبرج کی یونیورسٹی میں داخل ہوا تو اوسنے خاصکر اپنی حماقت کی وجہ سے بہت کچھ شہرت حاصل کی۔ کیمبرج چھوڑنے کے بعد اوسنے ایک مجموعہ نظم شائع کیا۔ اگرچہ وہ شاعرانہ خیالات اور معنوی خوبیوں کے لحاظ سے قابل قدر تھا لیکن ایڈنبرگ ریویو نے اوسپر نہایت زور شور سے نکتہ چینیاں کیں۔ یہ حملہ ایسا نہ تھا کہ ہمارے ہونہار شاعر کی جوشیلی

طبیعت مین سکون قایم رہنے دیتا۔ اوسنے بھی جی توڑکر ایک ہجو لکھی جسکا عنوان
"انگلش پوئٹس اینڈ اسکاچ ریویورز" (یعنی انگلستان کے شاعر اور اسکاٹلینڈ کے
نکتہ چین) ہے اور اسکے ذریعہ سے خوب دل کی بھڑاس نکالی۔ اس حالت پر دل
مین اوسکو ایک صدمہ اور پہونچا یعنی اوسکی معشوقہ مس شارورتھ نے دوسرے شخص
سے شادی کرلی۔ ان باتون نے اوسکی صحت پر خراب اثر ڈالا اور وہ ان مکروہات
سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنے دوست جان کام ہابہوز کے ساتھ
براعظم یورپ کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر سے دو برس کے بعد واپس ہوکر اوسنے
ایک نظم چائلڈ ہیرلڈز پلگریمج شائع کی اور اوسکے ساتھ ہی یکے بعد دیگرے چند
نظمین اور مشتہر کین جنہون نے اقلیم شاعری کو مسخر کرکے ہمارے شاعر کو شہرت
کا تاج پہنا دیا۔ مگر زمانہ کے مکروہات اور علائق کی پیچیدگیون نے اوسکو اکثر وطن
سے دور رہنے پر مجبور رکھا اور آخر صحت کی خرابی نے ۳۶ چھتیس برس کی عمر مین دنیا
کو اوس سے خالی کردیا۔ ذیل کی نظم اوسکے خیالات کی ایک مختصر سی تصویر ہے۔

## دل اندوہگین

وہ دل پھنسا ہو جو بیہودہ حسرت و غم مین ... مثال اوسکی ہے بعینہ ایسے عقرب کی
گھرا ہو چار طرف سے جو حسن آتش مین ... کسی طرف سے نہ ہو راہ مخلصی ملتی
اور اوس تعب سے پریشان ہوکے چکر کھائے ... کہ جس سے اور بھی نزدیک آگ آکے گری
جب اس تپش کی کسیطرح تاب لا نہ سکے ... تو مشتعل ہو بہت آتش غضب اوس کی
جنون کے جوش مین کچھ اور اوس سے بن نہ پڑے ... چلے وہ ڈنک ہمیشہ جو اوسکی عادت تھی

وہ نیش دیتا تھا ڈنک، مدعی کو جس سے مدام
خدا نہ کرے کہ نہ بار ہا دشمن پہ وار جس کا کبھی

خود اپنے سر پہ اوسی نیش سے لگا ہی زخم
کرے گا ایک جان ہی پاے عذاب سے چھٹی

اسی طرح سے ہیں دیکھو وہ تیر درآگہی جان
لگے کبھی نہ آگ جنہیں چار سمت سے غم کی

نہ دین ہی کے وہ رہتے ہیں اور نہ دنیا کے
یہی مآل ہے اونکا جو بندۂ غصہ عادی

## اسکاٹ

سر والٹر اسکاٹ یہ جادو نگار ناولسٹ اور مشہور شاعر سنہ ۱۷۷۱ع میں بمقام ایڈنبرگ پیدا ہوا۔ اوسنے اپنے ابتدائی عمر کے بڑے حصے کو پیشۂ وکالت میں صرف کیا علمی مشاغل میں قانون کی جانب اوسکی طبیعت کو خاص میلان تہا۔ اوسی کی کتابوں میں اکثر سفرنامے۔ قدیم ڈرامے اور قصص کی کتابوں کا اکثر مطالعہ کیا کرتا تہا۔ اسکاٹلینڈ کی قدیم شاعری سے شغف جو اکثر راسیہ ہوا کرتی تہی اوسکی طبیعت کو بہت اسطرف میلان ہوا اور اوسنے منسٹرلسی آف دی اسکاٹش بارڈر کو تصنیف کیا۔ اوس کے بعد لے آف دی لاسٹ منسٹرل " لیڈی آف دی لیک " " مارمین " اور " راکبی " اوسکی مصنفات سے شائع ہوئیں لیکن اوسکی شاعری کو ابھی پورا عروج نہیں ہونے پایا تہا کہ لارڈ بیرن کی شہرت نے اوسے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر جب سے اوسنے ناول نگاری کے میدان میں قدم رکھا ہے کوئی اوسکے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکا۔

انگریزی دان دنیا میں کون ایسا ہے جس نے اوس کے ناولوں کو نہ پڑھا ہوگا

یا اونکے ٹوسٹیشہ کا اشتیاق ظاہر کرتا ہوگا - سامیول مانڈر لکھتے ہیں کہ مسٹر اسکاٹ کے
ناولوں میں اسکی گنجایش ہی نہیں ہے کہ اون پر نکتہ چینی کیجاے۔ ڈیڑہ سو برس
کے قریب ہونے کو آئے ہیں لیکن اب تک لوگ اوسکی عبارتوں کو زبانی یاد
کیا کرتے ہیں - ذرہ ذرہ سی چیز کو اچنبہا کی نگاہ سے دیکھنا - چھوٹی چھوٹی باتون
پر غایر نظر ڈالنا - تحریر کو تصویر بنا دینا اور دماغ سے کیپر کا کام لینا اسی جادو نگار کا
حصہ تھا - افسوس ہے کہ اوسکے ناولوں کو اُردو میں ترجمہ کرنے کی طرف بہت
یا شاید مطلق توجہ نہیں کی گئی ہے ورنہ اوسکے خزانہ میں ایک قابل قدر سرمایہ
مہیا ہو جاتا - البتہ ایک لائق مترجم نے لیڈی آف دی لیک کا نثر ترجمہ ناول
کے پیرایہ میں کسیا ہیل کی شاہزادی کے نام سے کیا ہے - ذیل میں اوسکے
اشعار اوسی کے افکار آبدار کا نمونہ ہیں -

## بچہ کی پیدایش کا گیت

اے محنت و راحت و بیم و رجا
اے شادی و بخشش و رنج و عنا

اے عمر انسان کے رشتو
سب ملکر بل پہ بل کھاو

بچہ کوئی پیدا ہوتا ہے جب
شادی کی شہنائی کی دھن لگی ہے تب

اور یہ سلسلہ بٹا جاتا
آتی ہے نظر شکلیں کیسا کیا

یعنی وہ ترنگ وامنگ دل کی
ہیں ناچتے تب بالا سے افق

عشرت کا نشہ ہے جو پہلے
سرنگ کے وسواس اور شبہ

ہوتی ہے نظر کو جیسے رالی

وہ چمکتے ہیں اس ابر سے گہر

| | |
|---|---|
| اے یاس و امید و پشیمانی | ہان جلد کہیں کا کرلی جاؤ |

## ربیع کی رخصت کا گیت

| | |
|---|---|
| کیون ہوکر خستہ و ناکارہ<br>ہوتا ہے اب جلد جدا | ہے جگر تیری تو اب تنگ ہے<br>تا نہ ہی آئندہ دن پر سے |
| گلزار تجھ سے رونق گل چمن<br>ہے نخل نخل بے برگ و چمن | دامن نثار رونے جو پلہ چھٹا<br>زیر دامان شفاعت آ |
| ملتا ہے ہر گز سا حسن امان<br>آیا ہے تجھ پر خواب گران | طوفان و بلا طلسم کا گیا ڈر<br>تا حشر اب چین سے سویا کر |
| جلدی کر چلنے کی جلدی<br>اب پاس ہے اور واسطہ نکر اتنی | یہ وقت گزر جائے نہ کہین<br>شب آخر ہے اور صبح قرین |

## شکسپیر

سلطان الشعرا ولیم شکسپیر قدیم قصبہ وارو کشیر میں سنہ ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا۔ جہان اوسکا باپ پادری اور زمیندار تھا۔

جہان تک سنی سنائی باتون سے معلوم ہوتا ہے اوسکی ولادت گرین ہلی اسٹریٹ میں ہوئی تھی چنانچہ اوسکی پیدایش کا خاص کمرہ بھی ابتک محفوظ اور غالباً اسٹراٹفورڈ میں سب سے زیادہ قدیم مکان ہے جسکے دیکھنے کے لیے شکسپیر

سکے نام کے جاننے والے ہر زمانہ مین اور دور دور تک آئے رہینگے -

۱۵۷۱ء مین ولیم شکسپیر گرامر اسکول مین داخل ہوا - اسوقت اوس کا باپ
جان شکسپیر میر شہر تھا اور لوگ اوسکی عزت کرتے تھے - اوس کے ابتدائی حالات
کی نسبت کوئی بات یقین کے ساتھ نہین کہی جا سکتی لیکن یہ امر یقینی ہے کہ باپ
کے گھر مین اوسکو اتنا اطمینان ضرور حاصل تھا کہ وہ اپنی علمی قابلیتون کی تکمیل کرسکا - ورنہ
بیس برس کی عمر کے بعد جن خلائق مین اوسکو پھنسنا پڑا اونمین اسکا موقعہ ہرگز نہین مل سکتا
تھا کہ وہ کتب بینی کی جانب اپنی توجہ کو مبذول کرے - کیونکہ اٹھارہ برس کی عمر مین
اوسکی شادی ہوگئی اور خانہ داری کا بار گران اوسکی گردن پر پڑگیا - اگرچہ جان شکسپیر
بیٹے کی شادی کے وقت اپنے گھر سے خوش و خرم تھا تاہم اوسکی حالت ایسی نہ تھی
کہ وہ بیٹے کے ساتھ بہو اور پوتا پوتی کا بار بھی اوٹھا سکے - غرضکہ صاحب اولاد
ہو جانے کے بعد شکسپیر اسپر مجبور ہوا کہ دار السلطنت یعنی لندن مین جاکر کچھ کمانے
کی فکر کرے -

اوسکے لندن جانے کے متعلق ایک اور نقل مشہور ہے کہ وہ بدبختی سے چند
بدمعاشوں کی صحبت مین پڑکر محفوظ رمنون مین چوری سے ہرن کا شکار کھیلنے لگا
تھا چنانچہ اسی الزام مین سر ٹامس لوسی آف چارل کوٹ نے اوسپر دعوی کیا جسکے
عوض مین شکسپیر نے اوسکی تحقیر لکھی جو اوسکی شاعری کا نقش اول کہی جاتی ہے
مگر سر ٹامس نے اوسپر ایک جرم ازالہ حیثیت کا اور عاید کردیا اور سر ٹامس نے
سختی کے ساتھ اوسکی مخالفت شروع کی جسکی وجہ سے مجبوراً اوسکو بھاگ کر لندن
مین پناہ لینا پڑا -

بہرکیف مسٹر کولیر کے بیان سے یہ پایا جاتا ہے کہ ۱۵۸۹ء مین جب شکسپیر کی عمر ۲۵ برس کی تہی وہ لندن کے بلاک فریز تہیٹر اور اوسکے بعد گلوب تہیٹر مین حصہ دار کے طور پر شریک تہا۔ اور اب سوسیٹی مین اوس کا ایک درجہ قایم ہو گیا تہا اور آمدنی بہی معقول ہو چلی تہی۔

سولوین صدی کے اخیر مین جب ہم پہر شکسپیر کو دیکہتے ہین تو اوسکو دولتمند آدمی اور اسٹراٹ فورڈ کے سبسے عالیشان محل کا مالک پاتے ہین۔ اب اوسنے ایکٹری کے پیشہ کو ترک کر دیا تہا لیکن اوسکے حصے ان دونون تہیٹرون مین بدستور قایم تہے۔

شکسپیر کی شاعری کی نسبت راے قایم کرنا ہمارا کام نہین ہے۔ اوسکو اگر انگلستان کا فردوسی کہا جاے تو ایک حد تک یہ مثال ناموزون نہوگی۔ انسانی فطرت کے ہر پہلو پر جس خوبی کے ساتہ اس شخص نے نظر ڈالی ہے شاید کوئی دوسری نظیر اوسکی ہمدست ہو سکے۔ وہ شاعری جسکو فلسفہ کہا گیا ہے اوسکی ٹہیک ٹہیک مثال اگر دیکہنی ہو تو شکسپیر کے کلام مین مل سکتی ہے۔ زمانے نے اوسکو اقلیم سخن کا شاہنشاہ تسلیم کیا ہے۔ اوسنے سنہ ۱۶۱۶ء مین اس دنیا سے سفر آخرت اختیار کیا اور اس عرصہ مدت مین زمانے نے کیا کچہ پلٹے نہین کہاے۔ انگریزی زبان کا پایہ زمین سے آسمان تک پہونچ گیا۔ مگر دوسرا شکسپیر نہ پیدا ہونا تہا نہ پیدا ہوا۔ ہندوستان بہی اوسکے نام سے نا آشنا نہین ہے اسلیے مجہے شرم آتی ہے کہ اوس کے اشعار کے ترجمہ کے نام سے اس ہفوات کو منسوب کرون جسمین اون خوبیون کی جہلک بہی نہین پائی جاتی جنسے

اِس شاعر کا اصل کلام بہرا پڑا ہے۔ لیکن چونکہ میرا مقصد صرف اُردو خوان پبلک کو مغربی خیالات اور طرز بیان سے آگاہ کرتا ہے اسلئے مجھے اپنے معزز ناظرین سے معافی کی پوری پوری امید ہے۔

## نغمہ کی تاثیر

یہ فرش چادر مہتاب کا لب دریا / ہے کیسا روح فزا واہ واہ صل علیٰ

یہین سنا ہے بیٹھین گے آ کے جگہ بہار کی ہے / صدائے نغمہ بہت دلکش آبشار کی ہے

یہ عافیت کا محل اور یہ سہانی رات / یہی تو نغمۂ شیرین کے خاص ہین اوقات

جسیکا پیاری جسیکا یہین تھمو دم بھر / کرو تو سقف زبرجد پہ آسمان کی نظر

یہ دیکھو کیسے طلائی سجے ہین نقش و نگار / نگاہ حسن پہ جسکی ٹھہرنی ہے دشوار

مگر ہے انمین سے چھوٹے سے چھوٹا بھی جو کرہ / زبان حال سے اپنی ہے وہ بھی نغمہ سرا

بندھا نظام فلک ہے کشش کے تاروں سے / لگاتی ہے دم گردش صدا ستاروں سے

فرشتے اونکی خوش الحانیون کو سنتے ہین / ہین عین روح گل نغمہ جب تو چھنتے ہین

غذائے روح ہے نغمہ جو وا ہو مسمع دل / مگر یہ جامۂ خاکی ہے پردہ حائل

جو ہم ترانۂ دلکش سے خوش نہین ہوتے / تو گوش دل مین لگے اور ہی کہین سنا ہوتے

وگر نہ غور سے دیکھو وہ وحشت کے وحشی / ملی ہے جنکو خدا کی طرف سے آزادی

بچے ہین وہ نہین عادی ابھی جو خدمت کے / طرارے بھرتے ہوئے سنسناتی ہین ہر جا

عیان ہے جیسے وحشی آزادیون کی کیفیت / ہے جوش خون کی ابھی اونکی فطرتی حالت

مگر ہے ایسی موثر صدائے نغمہ و ساز / کہین سے کان مین آجائے اونکے گر آواز

تو ہو ولگردہ کلیاں بن ٹھہری جائینگے
بغور کان اوسکے آواز پر لگائینگے

تہا وحشیانہ جو بیسد جنون لگا ہوتے
اب اوسکے بدلے عیان ہی سکون لگا ہونے

مبالغہ شعرا نے جبھی تو سب ہے یہ کیا
کہ عرفیوس[۱] کو یہ اختیار حاصل تہا

کہ اوسکے تابع فرمان تہے سنگ اور شجر
وہ اپنی سمت اونہین کہینچ لیتا تہا گا کر

غرض جہان مین جاندار کون ایسا ہے
نہ جسپہ اپنا اثر ڈالتی ہو راگ کے لئے

ہو لاکہ تند مزاج اور ہزار سنگین دل
محال ہے کہ نہو نغمہ سے خوشی حاصل

مگر وہ شخص جسے موسیقی سے ہو نفرت
صدا سے خوب پہ دل کو نہ جسکے ہو رغبت

ہے ایک تیرہ درون جسکے دلمین نور نہین
دغا و مکر و فریب اوس سے کوئی دور نہین

دل اوسکا تعر عربیس* سے کم نہین ہے سیاہ
کہ اوسکی طبع کی ملنی بہت محال ہے تہاہ

## ظاہرداری

دوست کی ہو دوستی یا یار کی ہون یاریان
ٹٹیان دہوکے کی ہین دنیا کی ظاہرداریان

ہے اگر قانون گو کیسا ہی اوسمین عیب ہو
ڈہانپ لیتی ہین مقنن کی اوسے طراریان

ہے جو مذہب گو ریاکے لاکہ پہلو اوسمین ہون
پردہ دار اوسکی ہین پر زاہد کی خوش کرداریان

ملکے غازہ یہ حدیث و آیت و تفسیر کا
سب چہپا دیتا ہے اوسکے چہرہ کی بیماریان

عیب اس دنیا مین کوئی بیحجاب ایسا نہین

(۱) عرفیوس - یونان کا ایک فرضی شاعر تہا جسکا کمال یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سنگ و شجر کو اپنے راگ اور اشعار سے کہینچ لیتا تہا اور بہتے پانی کو روک دیتا تہا ۱۲

* یونانی میتہولوجی مین اوس عالم تاریک سے مراد ہے جہان مرنیکے بعد روحین رہتی ہین ۱۲

جسکی شکل ظاہری سے نیکیان پیدا نہین

سیکڑون دنیا مین ایسے ہین یا نامرد ہینا
پست ہوجاتے ہین انپر گر کوئی ڈالے دبا
چیر کر دل اور جگر انکے اگر دیکھے کوئی
بر مین بل ابرو پہ جیسے شکل ہو مریخ کی

آتش غیرت سے جنکو مس نہین دل سرد ہین
پھیپھیے اور لوہے مثل تو وہ ہاے گردہ ہین
جای خون سے ہے بلغم و صفرا سفید و زرد ہین
داڑہی ہونے سے ہی عیان رستم کے ہم ناورد ہین

عورتون سے بھی ہین بدتر نام کے یہ سوروان
بنتے ہین روباہ ضیغم اژدہا کر ببر بیان

حسن ہی کو غور سے دیکھو تو کھل جایگا حال
حسن جو کرتا ہے جادو آدمی کے قلب پر
کرتے رہتے ہین ہوا کے ساتھ جو بازیگری
آج جتنا چاہو انکو تم سنوارو اور بناؤ

اسہر کے بازار مین تُل تُل کر بکتا ہے جو مال
کیجئے جتنا تصنع اوسکا سب ہے نقص کمال
ہین وہان جہان یہ لمبے لمبے گھونگھر والے بال
خاک مین ملجاینگے اکدن ! یہ ہوا ہے حال

سب حسنِ ظاہری دنیا کا عبرتناک ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاک ہے

چاہے ضد کیجئے اور چاہے ہٹ کیجئے
ہے تصنع وہ سمندر جسمین پنہان ہین پہاڑ
ہے گمانِ حور جسپر آپ کو زیر نقاب
کوئی مانے یا نہ مانے پر کہے جاینگے ہم

عیب بڑھتا جائیگا جتنی بناوٹ کیجئے
اپنی کشتی ڈالکر کیون اسمین الٹ پلٹ کیجئے
دیو آئیگا نظر گر دور گھونگھٹ کیجئے
بات کو ہر ایک کی باور نہ چٹ پٹ کیجئے

جو تصنع وہ ہیچ جسکو کرتے ہین دکھانے کے لئے
بس سمجھے ہر عاقل کو دیوانہ بنانے کے لئے

## زندگی کا تھیٹر

دنیا تماشہ گاہ ہے انسان تماشہ گر
کرتا ہے سات کھیل یہان آکے ہر بشر

اوٹھتا ہے پہلا پردہ تو دایہ کی گود مین
اک طفل شیرخوار ہے آتا ہے نظر

روتا ہے جو کبھی کبھی ہنستا ہے خود بخود
ہے رنگ فطرت اوسکی اداؤنسے جلوہ گر

آتا ہے پھر کے طفل دبستان کا روپ بھر
بستہ بغل مین ہاتھ مین تختہ چمک اور دل مین شر

جاتا ہے مدرسہ کو مگر رینگتا ہوا
مصداق ہے جو قول 'برفتش' کا سربسر

پھر دیکھئے تو آئیگا عاشق کے بھیس مین
آہین لبون پہ ہاتھونسے تھامے ہوئے جگر

دلمین کوئی خیال نہین جز خیال یار
اشعار سوز و درد کے ہر دم زبان پہ

پھر او کچھی بنا ہوا ڈاڑہی چڑہی ہوئی
لڑنے کو شیر سے ہے مہیا کسے کمر

ابرو پہ بل نظر غضب آلود دلمین جوش
آمادہ جھیڑ کرنے کو ہے بات بات پہ

سر مین ہوا بھری ہوئی نام و نمود کی
تیار منہ مین توپ کے گھسنے کو بے خطر

پھر اسکے بعد آپ عدالت پناہ ہین
وہ توند اور وہ جبہ و عمامہ و کمر

ڈاڑہی نکیلی اور ہین مونچھین جھکی ہوئی
آنکھونمین نور معدلت و فضل جلوہ گر

پردہ چھٹا جب اوٹھتا ہے ہوئی ہے تب پیلیا
ڈھیلا لباس آنکھون پہ عینک جھکی کمر

جرابین نو جوانی کی ان سوکھی ٹانگون کو
ہین وسعت جہان سے بھی گویا فراخ تر

مردانہ وہ صدا جو ہلاتی تھی دل کبھی
رکھتی ہے آج گریۂ اطفال کا اثر

وہ کھیل جسکے بعد گرے گا ڈراپ سین
آخری پردہ
وہ کھیل جسکے بعد ہے پھر قصہ مختصر

عہد طفولیت کا وہ ہوتا ہے یادگار
جسمین دوبارہ ہوتا ہے بے بال و پر بشر

تصویر بے ثباتی دنیا کی ہے وہ کھیل ۔ بے اختیار ہوتا ہے دل جسکو دیکھہ کر

دندان و گوش و چشم ہی جب ساتھہ چھوڑ دین
پھر خاک غیر مرگ تمنا کرے بشر

ذیل کے اشعار ایک جرمنی نظم کے انگریزی ترجمہ کا ترجمہ ہین مگر افسوس ہے کہ مترجم اور مصنف دونون کا حال معلوم نہو سکا۔

## صلای عام

کرورون بندۂ محنت جو انہین کرتے ہین کام ۔ محال ہے کوئی دے اُنکو واجبی انعام
جہاز ران ہے کوئی اور کوئی ہے غواص ۔ کوئی ہے کان مین کوئلے کی مورد آلام
پسینہ ایک بہاتا ہے کشت زار مین ۔ شکار کے لئے کہو یا ہے ایک نے آرام

بہا و خون انہین دے بہی تو کوئی کیا دے گا
کرو دے گا زر نہ مگر روح کو غذا دے گا

ہین سامنے جو تمہارے یہ قصر ہا بلند ۔ ہے مشکلون سے بہو بختی جہان نظر کی کمند
کرو جو غور سے بنیادون پہ تم ان کی خیال ۔ زمین کے پردۂ تاریک کے تلے جو ہین بند
نہ لیتین کام جو یہ مستقل مزاجی سے ۔ اور اسطرح سے نہوتین جو خاک کی پیوند

تو کب یہ اوج تمہارے مکان دکھلاتے
کہانسے تم یہ امارت کی شان دکھلاتے

نہ کار خانون مین محنت کرین اگر مزدور ۔ کہان سے پائین گے سامان زیب قصور
نہ ہل چلائے اگر کاشتکار کھیتون مین ۔ قلم یہ معنی رنگین نہ کر سکے مسطور

معاون ایک کا جب ہے ضروریات مین ایک ۔ کسیطرح کی ہو محنت ہی عزت اوسکی ضرور

ہر ایک پیشہ کی وقعت کی چاہیے حد ایک
کہ گو ہون کام جدا پر ہے سب کا مقصد ایک

فلک سے گرتی ہے جسدم شعاع مہر زمین ۔ اوسی کو کرتی ہے روشن وہ مانگی جو زمین
سحر کے نور سے سب فائدہ اوٹھاتی ہین ۔ کچھ اسکے واسطے نیک اور بد کی قید نہ تھا
اسیطرح سے ہی لازم کہ نشر علم ہو عام ۔ ہون فیضیاب برابر دلِ کمین و مہین

خرد کے نور سے یون بہرہ ور قلب انسان کو
کہ آب صاف بہرے جیطرح سے عمان کو

وہ شخص کام ہے مٹی کا کھودنا جسکا ۔ ضرور کب ہے کہ دل بہی ہو اوسکا آلودہ
اندھیری کان مین کوئلے کی کام کرتا ہی جو ۔ نہین یہ شرط کہ باطن کا بہی ہو وہ اندہا
کیا گیا ہے دیانت کے ساتھ گر کوئی کام ۔ تو نور عقل کا اوسمین ضرور ہے جلوہ

بہت سی چیزین ہین ایسی جو ہین حقیر ضرور
پہ نور مہر سے ہوتی ہین مستنیر ضرور

زمانہ وہ ہے کہ خیاط و کفش دوز آکر ۔ اوٹھا ہین فخر و مباہات سے اب اپنا سر
کہین کہ تجھسے سوا مستحق قدر ہین ہم ۔ حیات پاسکے دوبارہ اگرچہ اسکندر
زمین پہ تو نے بہائے ہین خون کے دریا ۔ نتیجہ جسکا نہ تہا کچھ سوا سے فتنہ و شر

کسی کو بہی ہزی تیغ و در فشس نے بخشا
وہ فائدہ جو مری ایک کفش نے بخشا

ہر لوگ کرتے ہین اکثر ہین کہ اسکے کسب کمال ۔ سے ہے اوسکے دل کا سکون گر تو اندیہ خیال

ہمارے بعد کرینگے ہماری جو تقلید
بنینگے بدر وہ اگر وہ ہون اگرچہ ہلال

یہی خیال ہے محنت کا جو محرک ہے
اسی خیال سے جاتا ہے دل کا اضمحلال

خدا کرے کہ ہر انسان کو یہ خیال ملے
ہر ایک قلب کو نور مہ کمال ملے

وہ لوگ خامہ گوہر فشان ہے جنکے پاس
وہ لوگ کرتے ہین محکم جو عقل و دین کی اساس

وہ لوگ بحر معانی کے جو شناور ہین
وہ لوگ جنکی زبانین ہین کشت جہل کو داس

پہٹکنے دیتے نہ کبھی دل مین نا امیدی کو
جو کام کرتے ہین کرتے ہین وہ بلا وسواس

رہے نہ فرق من و تو وہ دن بھی آئے گا
کبھی تو نور خرد جہل کو مٹائے گا

## حامد آگہ مصلیبا

گو یہ نہین معلوم کہ تو کون ہے کیا ہے
پر دل کے نگینہ پہ ترا نام کہدا ہے

تو وہ ہے کہ خالق نہین جز تیری کوئی اور
تو وہ ہے کہ رازق کوئی کب تیری سوا ہے

تو سلسلۂ علت و معلول کی جڑ ہے
تو وراء الوراء جسم و زوال کی بنا ہے

کچھ غم نہین مانے کہ نہ مانے تجھے کوئی
سب نے تیری قدرت کو مگر مان لیا ہے

اللہ جو رکھا ہے الٰہی نے ترا نام
دہری نے تجھے دہر سے تعبیر کیا ہے

تھوڑا سا مگر فرق ہے ہر اک کی سمجھ مین
یان جہل پہ اصرار اودہر اقرار خطا ہے

اسلام نے اوہام پرستی کو مٹایا
بے شبہہ شرف تو نے ہی یہ اسکو دیا ہے

تو نے ہی بنایا ہمین اسلام کا پیرو
پھر وعدۂ بخشش ہمین تو نے ہی دیا ہے

گر عفو خیالات مین ہو گر کوئی لغزش
ضامن ہی تو اک بندۂ ناچیز ترا ہے

## گلاب کا پھول

خزان کے جور سے گلشن پڑا تھا سب پامال
فراق گل سے بہت عندلیب تھی بیحال

بہار آئی ہوا فصل ایز د متعال
صبا نے لا کے دیا مژدۂ پیام وصال

ہر ایک سمت ہوا عطر بار آنے لگی　　پڑی تہی خشک جو کیتی وہ لہلہانے لگی

زمین باغ سے نئے پہول پہر کہلانے لگی
عروس دہر کا چہرہ ہے پہر خوشی سے لال

ادہر کو خواب مین سبزہ ہے سب سے بیگانہ　　اودہر کو سرو کہڑا جہومتا ہے مستانہ

اودہر ہے ہاتہہ مین لالہ کے گل کا پیمانہ
ادہر ہے شاہد گل کا وہ دلفریب جمال

وہ پہول جس سے چمن رشک باغ جنت ہے　　وہ پہول عارض خوبان سے جسکو نسبت ہے

وہ پہول عاشقون کو جسپہ خاص رغبت ہے
وہ پہول دلسے مٹاتا ہے ہجر کا جو ملال

مشام جان کو بناتی ہے تازہ اسکی بُو　　جدائی اسکی رلاتی ہے بلبلون کو لہو

نہ کیون ہو سر دکہ معشوقونکی ہے اہمین خو
انہین کیطرح سے نازک مزاج ہے یہ کمال

عبث ہے زخم جگر کی کہین جو اسکو شبیہ　　غلط ہے ساغر صہبا سے دین اگر تشبیہ

ذرا بہی غور کرین گر تو امر ہے یہ بدیہہ
کہ سیر باغ کو آیا ہے نوبہار کا لال

خدا کی شان ہے یا یہ گلاب ہے پہولا　　بنا ہے معدن یاقوت یان ہی جو تختا

ہر اک روش پہ عنادل کا چہچہے کرنا

یہ کہہ رہا ہے کہ برپا ہے کوئی مجلس قال

ہوا سے ہلتی ہے ایک اک ہری بھری ڈال — کہ جیسے سبز پری جھومتی ہو متوا ل

وہ سبز پتون پہ شبنم وہ پھولون کی لالی
زمرد وگہرو مال ہین یکسان کیا مال

وہ بلبلون کی ہر اک شاخ پر نواسنجی — کہ جسکے آگے بدآہنگ ساز افرنجی

نہ کیون کہ یورو گلچین مین ہو شکر رنجی
غضب ہے لوٹ مین جای اگر کسیکا مال

تھا محو سیر چمن دیکھتا مین یہ حالت — ترانہ سنجی بلبل گلون کی کیفیت

ہر ایک چیز نظر مین تھی مظہر قدرت
دل اس نظارہ جان بخش سے بہت تھا بحال

کہ ناگہان کسی شاعر کا وان گذار ہوا — وہ گل کے حسن دل افروز سے دوچار ہوا

جگر مین تیر الم جسکے دل کے پار ہوا
کسیکے چہرہ رنگین کا آگیا جو خیال

کمال شوق سے اوسنے یہ پھول توڑ لیا — کبھی تو آنکھو نپہ رکھا اوسے کبھی سونگھا

لگایا سینہ سے پھر سونگھا اور مل ڈالا
شتاب سکے خاکپہ آخر کو کردیا پامال

یہ دیکھکر مجھے پیدا ہوا اک استعجاب — بڑھا مین اوسکی طرف لاسکا نہ ضبط کی تاب

سبب جو پوچھا دیا مسکرا کے اوسنے جواب
کہ آپ کو نہین معلوم ابھی زمانہ کا حال

زمانہ ہوتا ہے ظاہر پرست وظاہر بین	ہر ایک مرتا ہے اوس پر جہان ہو کوئی حسین

بلا سے جان ہے گر یہ مہربان پہ حسین نہین
یہ غور دیکھے اگر کوئی عاشقون کا مآل

سدا گذرتی ہے یاران بابلوں کو سر دیتے	یہ گوشش گل ہین کہ مطلق بھی کچھ نہین سنتے

سدا وہ آتش فرقت سے رہتے ہین بیٹھے
یہ کیا مجال کہ انکو ہو اک ذرا بھی خیال

خبر نہین مگر اسکی کہ چار دن ہے بہار	خزان کل آسکے شادی سبکو گل ہون کہ خار

سوا خدا کے کسیکو نہین ثبات و قرار
ہر اک روش پہ ہے پھیلا ہوا قضا کا جال

عبث ہی بار الم سر پہ کیون اوٹھائے کوئی	نہ اچھی شکل پہ ہرگز کسیکی جائے کوئی

ضرور ہے جو حسینون سے دل لگائے کوئی
تو حسن طبع کو لے پہلے جانچ اور پرتال

یہ مجھسے کہکے وہ کچھ سوچتا روانہ ہوا	پر اوسکا قول مرے حق مین تازیانہ ہوا

کہ ترک حسن پرستی کو اک بہانہ ہوا
نہ اب فراق کا غم دلکو ہے نہ ذوق وصال

خدا جو گوش نصیحت نیوش دے ضامن	تو راہ راست سے انسان کیون پھر ضامن

یہ انقلاب طبیعت ہے ورنہ اے ضامن
وہی ہین دن وہی ہی راتین ہین اور وہی مہ و سال

# باغ آرزو

خواب تھا یا خیال کیا جانے / کیسے ہین وان گیا خدا جانے

باغ تھا ایک رشک باغ جنان / دل کو دیتا تھا جو سراغ جنان

نزہت آگین تھا کچھ عجب وہ باغ / گل نہین جنہین جا کے دیکھے داغ

سنگ مرمر کی چار دیواری / تھی جواہر کی جسپہ گلکاری

ایک پھاٹک بڑا سا تھا سر راہ / سب کے اوپر لکھی تھی بسم اللہ

اوسکے نیچے طلائی حرفون مین تھے / خیر مقدم کے جا بجا طغرے

در تھا وا چشم منتظر کی طرح / تھی سڑک رہنما خضر کی طرح

بیدھڑک مین چلا گیا اندر / مظہر شان حق تھا وہ منظر

دل کو فرحت نسیم نے بخشی / جان گل کی شمیم نے بخشی

ٹھنڈے پانی کی ہر طرف نہرین / موج انفاس حور تھین لہرین

حسن و خوبی مین فرد سارے نہال / قامت حور سے جنہین تھی مثال

اونسے طوبی کو کیون سوا جانین / جو نہ دیکھا ہو اوسکو کیا جانین

نخلبند ازل کی تھی صنعت / پتا پتا تھا نسخہ قدرت

جنکے ملنے سے آتی تھی یہ صدا / ثمر آرزو ہے یان ملتا

یہ سمان دیکھتا ہوا مین بڑھا / سامنے اک چمن نظر آیا

اس چمن کا تھا ڈھنگ ہی کچھ اور / یان کے پھولونکا رنگ بھی کچھ اور

گل یہ دیکھے کسی نے اور نہ سنے / بلبل جان نہ کیون سر اپنا دھنے

اونمین تھی کچھہ عجیب دلچسپی
دیکھکر جنکو جی بھرے نہ کبھی

اونکا رنگ اونکا روپ سب سے جدا
جنپہ جنت کے پھول بھی ہون فدا

کوئی شے ذہن مین نہین آتی
جسنے تشبیہ اونکو دی جاتی

بیمثالی کی ہے مثال کہان
اِس قدر وسعتِ خیال کہان

تھین رگین یا کہ اون مین تھی تسطیر
سرِ قدرت کی سربسر تفسیر

ہر اک اپنی طرف بلاتا تھا
جلوہ دکھلا کے ہوش اوڑاتا تھا

توڑ لے کسکو سب ہین لاثانی
تھی یہی میرے دلکو حیرانی

جی مین تھا بسکہ شوق گلچینی
تھی کہان فکر عاقبت بینی

الغرض مجسے جب رہا نہ گیا
اپنا دستِ ہوس دراز کیا

تا بدامانِ گل نہ پہونچا تھا
خارِ حسرت نے ہاتھہ چھید دیا

بلبلِ عقل کی صدا آئی
ہم نہ کہتے تھے کیون سزا پائی

دیکھہ لے باغ آرزو ہے یہی
تجھکو تھی جسکی جستجو ہے یہی

خوشنما ہین اگرچہ یہ گلِ تر
ہاتھہ آتے نہین کسیکو مگر

اسکے پیچھے نہ وقت کھو اپنا
دشمنِ مدعا نہو اپنا

مثلِ عنقا ہے طایرِ امید
ہے مقدر مغایرِ امید

موجِ بحرِ ہوس ہے موجِ سراب
عالمِ آرزو ہے عالمِ خواب

# ٹکنکل ایجوکیشن یعنی تعلیم صنعت و حرفت پر ایک نظم لکچر

شب نظر آیا مجھے خواب میں اک مہ جبیں
تھا عیاں چہرۂ روشن سے کہ ہے مضمحلا

گل سے رخسار تھے آلودۂ خاک حسرت
چاند سے چہرہ پہ بکھرے ہوئے تھے سر کے بال

رشک تھا سرو کو جس قد پہ وہ بالائے سہی
بار سے رنج و الم کے تھا جھکا مثل ہلال

بار کہ ناز سے جو مست سدا رہتی تھی
تھی وہی نرگس مخمور پر از اشک ملال

زرد سے تھی وہی لب آج حیا سے سفید
برگ گل کے لئے تھا خار الم جسکا خیال

آکے بیٹھا مرے بالین پہ بصد رنج و تعب
سینے پہ حال جو دیکھا تو ہوا سخت ملال

دیکھکر اوسکو لگا پھٹنے دل آپ ہی آپ
چھا گیا قلب حزیں پر مرے اک ابر ملال

کف افسوس کو ملتا رہا میں پہلے تو
بعد کچھ دیر کے اوس ماہ کی پرسش حال

آپ کا نام ہے کیا لائے کہاں سے تشریف
اور یہ کیا حال ہے فرمائیے اے نیک خصال

دیکھکر منہ کو مرے اوسنے بصد حسرت و یاس
یوں کہا آہ نہیں تجھکو اب میرا خیال

میں ہوں امید تری بھول گیا کیسا مجھکو
دھیان رکھنا تھا مرا کیسے ہی ہوتے اشغال

نہیں لازم تھی تجھے زود فراموشی یہ
کچھ بھی پیش آتا مگر چاہئے تھی شرکت حال

نام یہ سنکے لگا دل پہ مرے تیر الم
بھر کے اشک آنکھوں میں پوچھا کہ ہوا کیا ترا حال

بولی ہاں درد برا ہوتا ہے محرومی کا
کر دیا دیکھ یہی درد نے میرا یہ حال

نام سے جسکے فنا ہوتی تھی روح حسرت
ہو گئی ہے وہی امید کو اب زیست وبال

علم کوئی بھی ہو اچھا ہے مگر سوچو تو
نہ سہی ہسٹری کی تمہین چندان حاجت
میرا مطلب نہین یہ سیکھو نہ قانون کو تم
میرا مطلب نہین یہ تم نہ کرو نوکریان
مگر اتنا تو کرو غور کہ اک قوم کی قوم
اس کو سوچو کہ گورنمنٹ کی امداد بغیر
اس تمنا سے غلامی سے مجرد ضامن
تمہین کیا عام مسلمانون کی حالت ہی یہی
کچھ حکومت ہی پہ دولت کا نہین دار و مدار
جنہین ہندو بھی یہودی بھی ہین زردشتی بھی
انہین ایک اک ہے کرورونکا دہنی آجکے دن
ہے کھلا سبکے لئے پیشہ وری کا میدان
قوم سے دور نہوگا کبھی ہرگز افلاس
ہے ترقی یہ صناعت کی بدولت ساری
ہے کرشمہ یہ صناعت ہی کا جو چار طرف
ہے صناعت ہی کی قوت جو ہوا ہے انسان
اہل یورپ کو ہے صنعت کی بدولت یہ عروج
کیا عجب ہمکو پہننے کو نہ کپڑا ہاتھ آئے
اور کپڑا بھی میسر اگر آجائے کہین

تمکو کس علم کی دنیا مین ہے حاجت فی الحال
نہ ضرورت تمہین اسکی کہ بنو پولیٹیکال
میرا مطلب نہین یہ اسمین نہو تمکو کمال
مین تو خوش ہون جو مسلمان ہون گورنر جنرل
ایک سے ایک ہے پیشہ مین کسطرح کرین کسب حلال
کونسی فکر بنا سکتی ہے تمکو خوشحال
کہین بہتر ہے کہ پیدا کرو تم آٹا دال
گھر مین کھانیکو نہین سر مین حکومت کا خیال
اور قومین بھی ہین محکوم مگر ہین خوشحال
اسے نسبے مضبوط ہے دولت نے کیا عہدہ حال
سا کہ ایک ایک کی انگلشہ سے ہے تا بنگال
جاؤ یورپ کو صناعت مین کرو کسب کمال
علم جبتک کہ نہ حاصل کرین ہم ٹیکنکال
دامن دولت یورپ ہے جو یون مالا مال
صفحہ ارض پہ پھیلا ہوا ہے ریل کا جال
اڑکے تا پہرتا ہے پرندون کی طرح بے پر و بال
اور ہے بے ہنری سے ہمین ہر روز زوال
میا تحشر کا نہ اک سال اگر آئے مال
سینے کیواسطے سوزن کی عوض ہوگی کدال

کیا عجب گھر مین ہمارے ہنو روشن چولہا
ڈاسن و ویٹ نہ بہیجین جو یہ شوز اور یہ ٹونس
ستے آرام طلب ہوگئے ہم جاہل ہین
گر جلانا بہی مشینونکا ہمین آجاے
"یا بدست دگرے دست بدست دگرے"

ہند مین دیا سلائی کا جو پڑجاے کال
چیلین ویسی سینکر ہمین چلنا ہو محال
بند ہوجائین جو نل پانی کا پڑجاے کال
محض بے میوہ دہی جبتک کہ نلین ہم انہین وہان
کسقدر قابل عبرت ہے ہمارا یہ حال

روک دین ریل کو انگریز اگر اے ضامن
حیدرآباد سے کنتور کو جانا ہو محال

## مسرت

دور ہو سامنے سے ای غم دلدوز کہین
تجہسے بڑہکر کوئی نکلیگا نہ سفاک و لعین

روز منحوس و شب تار کے فرزند ہین
سچ ہی دنیا مین کسیکا بہی تجہسے درد نہین

کون ہے وہ جسے تو نے نہ پریشان کیا
کتنے گہر ہوگئے وہ تو نے جنہین ویران کیا

قصر تنہائی و عزلت کہین ڈہونڈہ اب جاکر
چہوڑ للہ مجہے دیکہہ کوئی اور ہی گہر

جس سے بڑہکر نہو منظر کوئی پر ہول و خطر
ساتہہ تیرے نہین ممکن کہ ہو انسان کی بسر

ایسے خونخوار سے دشمن کو بہی اللہ بچاے
کسی بدبخت کی محفل مین بہی تو راہ نہ پاے

تو وہ اژدر ہے خدا خلق کو دی جس سے پناہ
دیکہہ گوشہ وہ تری دل کی طرح ہو جو سیاہ

تو ہے وہ دیو کہ دنیا کو کرے دم مین تباہ
شب تاریک کو ڈہونڈ ہے نہ ملے جسکی راہ

مجھسے کیا کام تجھے دور ہو مردود کہین
بزم ہستی سے تری شکل ہو نابود کہین

جا کے اب تو بھی انہین گھاٹیون مین ہو پنہان
کون ہے جو تری ہاتھ سے نہین ہے نالان
جو ہون تیرے دل تاریک کی صورت ویران
کانپ اٹھتا ہے تری نام سے ہر پیر و جوان

پھر نہ چھوڑا اوسے ہرگز جسے تاکا تو نے
دل جو آباد تھے ڈالا وہین ڈاکا تو نے

دیکھہ سکتا نہین جس طرح سے تو خوش حالی
شادمانی کے لئے دل مین جگہہ کر خالی
یو ہین تجکو نہین بھاتی تری صورت کالی
کوئی ساعت مین مسرت ہے اب آنیوالی

راحت روح روان فیض کرم اوسکا ہے
مشتری اور عطارد سے جنم اوس کا ہے

یہ مسرت وہ ہے بیکس[1] نے ہے جسکو پالا
بزم عشرت مین اسی شمع کا ہے اجیالا[2]
یہ مسرت وہ ہے جم جسکا تھا دل سے شیدا
خیر مقدم مین اسی شعلہ کے تھا جشن سدہ[3]

بادہ ساغر جم نشہ مل ہے تو یہ ہے
رونق باغ جہان نگہت گل ہے تو یہ ہے

حاصل کشت مراد و ثمر نخل امل
گل گلزار جوانی شجر عمر کا پھل

[1] بیکس بکسر موحدہ و فتح کاف عربی ۔ یونانی میتھالوجی یا دیو افسانون مین شراب اور عیش و عشرت کے دیوتا کا نام ہے ۱۲ [2] اجیالا اگرچہ لکھنؤ کی زبان حال مین اب متروک ہے اور اس کی جگہ پر اُجالا بولا جاتا ہے مگر چونکہ یہ زبان ہندی مین یو ہین صحیح ہے اسلئے مینے اسکے استعمال کی جسارت کی ۔ [3] جشن سدہ ۔ دنیا کا سب سے بڑا پہلا جشن جو جمشید نے پتھر سے آگ نکلنے پر کیا تھا ۱۲

یہ جو غمخوار ہو بیکل کو ابھی آجاسے کل ۔۔۔ یہ جو دلدار ہو جنگل میں منا لو منگل

اسکے باعث سے ہر اک دل کا چمن تازہ ہے
چہرہ شاہد عشرت کا یہی غازہ ہے

یہ پری وہ ہے کہ سب حسن پہ جسکے ہیں نثار ۔۔۔ دلربا اسکی ادائیں ہیں تو دلکش اطوار
آدمی وہ نہیں آتا ہو نہ اسیر جسکے پیار ۔۔۔ سارے عالم کی ہے معشوق یہ شوخ طرار

یہ اگر آنکھ پھر اسے لے تو قیامت ہو جاسے
بزم ماتم ابھی ہر محفل عشرت ہو جائے

یہ نہو پاس تو رہتی ہے طبیعت بیکل ۔۔۔ یہ نہو ساتھ تو آجاسے حواسوں میں خلل
یہ نہو گر تو چلے پھر کبھی دنیا کی نہ کل ۔۔۔ یہ نہو گر تو کریں لوگ تمناسے اجل

یہ نہو گر تو رہائی کو اسیری سمجھو
یہ نہو گر تو امیری کو فقیری سمجھو

ہے مسرت ہی اولوالعزمی و ہمت کی دلیل ۔۔۔ ہے مسرت ہی کرم اور سخاوت کی دلیل
ہے مسرت ہی مواخاۃ و مروت کی دلیل ۔۔۔ ہے مسرت ہی ہر اک روح کو راحت کی دلیل

گر مسرت نہو حاصل تو ہے دولت کیا چیز
یہ نہیں گر تو ہے دنیا کی حکومت نا چیز

اے مسرت ادہر آ میں تری صورت کے نثار ۔۔۔ پھینکدے سر سے اوٹھا کر کہیں افکار کا بار
جلد دہو دے دل غمدیدہ سے کلفت کا غبار ۔۔۔ ساغر بادۂ عشرت کو بنا دے سرشار

تیرا عاشق ہوں مجھے تیری محبت سے ہے کام
نہ فقیری سے غرض ہے نہ امارت سے ہے کام

تیرے ساتھہ آئی اگر دلمین جوانی کی امنگ
خوش کرون تجھکو دکہا کر چمن نظم کا رنگ
وہ ہنسی کھیل وہ چہلین وہ بشاشت وہ ترنگ
سنکے ہوجا مجھے بلبل خوش لہجہ بہی دنگ

پر یہ خدمت تری جسوقت براسے مجھے
کہین باہر تو نہ کبہی آنکہہ چراسے مجھے

کر یہ اقرار کرے گی نہ کبہی کیا دی
ایک پہلو مین ہو تو ایک طرف آزادی
تا کہ ہو خلق مین حائل مجھے سچی شادی
انہین پر یونہی رہے گہر کی سدا آبادی

عمر بہر مین نچہوڑون کبہی ہرگز تجکو
چہوڑ دے تو نہ کہین ہے تو یہی ڈر ہے مجکو

سینے دیکہے ہین بہت عیش و مسرت والی
سینے دیکہے ہین بہت دولت و ثروت والے
سینے دیکہے ہین بہت محفل عشرت والے
سینے دیکہے ہین بہت شوکت و حشمت والے

تجکو ان سب سے ہی اخلاص بڑہاتے دیکہا
وقت پر ایک کو بہی کام نہ آتے دیکہا

دیکہہ یہ کوئی برا ماننے کی بات نہین
کون سا شہر ہے وہ جسمین خرابات نہین
کونسی ہے سبب تلخی اوقات نہین
کون کروا ہے وہ جس کی مکافات نہین

جو مقدر ہی مین لکہا ہو مٹائے اوسے کون
ہمین ہاتہونسے بگاڑین تو بنائے اوسے کون

ساتہہ تو دیگی تبہی جبکہ نہ ہم جلد سی بڑہین
ٹہنڈا لوہا کبہی بڑہتا نہین کتنا ہی گڑہین
چاہئے تہوڑا سا سہارا نہ بہت سر پہ چڑہین
بردباری کا سبق چاہئے ہم غم سے پڑہین

تجہپہ اترائین نہ اوسکو بکراہت دیکہین

رنج ایک آنکہ سے ایک آنکہ سے راحت دیکہین

## باران رحمت

حمد شایان ہے اوس یگانے کو — جسنے پیدا کیا زمانے کو

ارض و افلاک اور جبال و بحار — روز و ماہ و سنین و لیل و نہار

کہین سختی ہے اور کہین نرمی — کبہی جاڑا ہے اور کبہی گرمی

انمین ایک ایک کی فضا ہی الگ — انمین ایک ایک کی ہوا ہی الگ

گذرا جاڑون کا خوشگوار سمان — لگے گرمی سے مانگنے سب امان

گرمی اور وہ بہی ہند کی گرمی — اہل یورپ چلے ہین نیلگری!

بادہ خوارون نے چہوڑدی ہی شراب — جاے گو اب ہے خواہش برف آب

پنکہا قلیونکی بڑہ گئی تنخواہ — ہر طرف ہے مچی تراہ تراہ

رند باران کی مانگتے ہین دعا — آنکہین ہردم لڑی ہین سوی سما

شاق بنت عنب کی ہے دوری — روز افزون ہے درد مہجوری

کس قیامت کی ابکی گرمی ہے — جسم کی چربی پگہلی جاتی ہے

رو دنگرا جلیهہ کا پڑھے یارب
اس مصیبت سے جی بچے یارب

لو لگا مرگ آگئی برسات — جان مین جان آئی پائی نجات

چرخ نیلی نے پہر قبا بدلی — مہر نے پہر محل سرا بدلی

ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا چلی بارے — دل کی کہلنے لگی کلی بارے

جھوم کر پھر اوٹھا وہ ابر بہار  دہیمی دہیمی وہ پڑ رہی ہے پھوار

دہو گیا دل سے کلفتون کا غبار  سب کے سب آج رند ہین سرشار

غول کے غول پھر وہ آنے لگے  دہوم میخانہ مین مچانے لگے

دخت رز کے یہ چاہنے والے  سب ہین الفت نباہنے والے

جان جاے جگر جلے تو جلے  آبرو خاک مین ملے تو ملے

مئے و معشوق و جام و مینا ہو  انکا ساقی ہو اور دنیا ہو

اب تو قسمت سے آ گئی برسات  زندگی موت ہے خدا کے ہات

ہان کوئی جام تو پلا ساقی
عینک اچھی سے اک چڑہا ساقی

آج کرنی ہے چلکے باغ کی سیر  اور ہے منظور دشت و راغ کی سیر

تو بہی کھڑکی سے سر نکال ذرا  دیکھ چہائی ہے کیسی کالی گہٹا

دیکھ بارش کا معجزہ ساقی  ایک ہین ارض اور سما ساقی

مسئلہ ایک کشش کا صاف ہوا  ابر رحمت نے تار باندہ دیا

قحط نے ابکی مار رکہا تہا  بارے خالق نے اپنا فضل کیا

یہ جو بادل بہت گرجتے ہین  قدرتی شادیانے بجتے ہین

کہین جہینگر ہی راگ گاتے ہین  کہین مینڈک ہی غل مچاتے ہین

یہ پہوار اور یہ گہٹا گہنگہور  کوک کوئل کی اور مور کا شور

عیش و عشرت کا ہے یہی ہنگام  شاد و فرحان ہین سب خواص و عوام

باغبان آج ہو رہے ہین نہال  کاشتکارونکا موںہہ خوشی سے ہے لال

کوئی پودے کہین بٹہاتا ہے — کوئی شاخین کہین لگاتا ہے
کوئی ہل لیکے گہر سے آتا ہے — سپیٹے پانی مین کہیت جاتا ہے
سردی کہانے کا غم نہین اسکو — عید سے دن پہ کم نہین اسکو

الغرض اک عجب بہار ہے آج
جسکو دیکہو وہ محو کار ہے آج

چاردن بعد آکے دیکہئے گا — یان کا کچہہ رنگ اور ہی ہوگا
ہر طرف کہیت لہلہائین گے — دشت کو آپ باغ پائینگے

باغ کا کچہہ نپوچہئے احوال
زیر گل سے ہین شاخین مالا مال

ہین عروس چمن نہائے ہوئے — تن پہ خلعت نئے سجائے ہوئے
دیکہکر اسکو وہ اکڑتا ہے — حسن سے اپنے آپ لڑتا ہے
شاخین مستانہ وار جہومتی ہین — کلیان پہولونکی منہ کو چومتی ہین
آب رحمت سے آنکہہ دہلوائی — آج نرگس نے بہی شفا پائی
پر ہے تالابون کی خوشی وہ چند — شور لبیک ہر طرف سے ہے بلند
قطرہ جو آسمان سے گرتا ہے — آب تالاب گرد پہرتا ہے
آبشارونکی ہے بہار الگ — انکا طنبور الگ ہے تار الگ
انکے نغمون کا ہے نرا ڈول — دن کو پر لطف رات کو پر ہول
کوہ جو تہے درشت و سادہ مزاج — وہانی پوشاک وہ بہی پہنے ہین آج
انکی بارش مین لہر آ ہی گئی — رنگ اپنا یہ کچہہ جما ہی گئی

الغرض یہ عجیب موسم ہے
یہی وجہ بقائے عالم ہے

اس کو کہتے ہین رحمت یزدان
بالیقین ہے تو یہ ہے جان جہان

اس سے عالم کی کھیتیان ہین ہری
موتیون سے جہان کی گود بھری

اس سے سرسبز دشت و باغ و چمن
اس سے سرشار نہر و چشمہ و دن

اس سے لبریز جام عشرت خلق
دور اس سے غبار کلفت خلق

تاجر اس کے سبب سے مالا مال
کشتکار اسکی وجہ سے خوشحال

گلستان پر بہار اس سے ہے
باغ پر برگ و بار اس سے ہے

ندیان سب اسی سے جاری ہین
چشمے دوکان الکاری ہین

اسکے الطاف بے نہایت ہین
اسکے اوصاف بے بدایت ہین

فیض جاری رہیگا اسکا دوام
خامش اب بس نہین یہ تیرا کام

ہستی بے ثبات ہے انسان
رحمت کردگار بے پایان

## راستبازی

اے خضر طریق راستبازی
گم گشتہ ہون راہ پر لگادے

ہمت کوتاہ دور منزل
پر ہول و خطر ہین سارے جادے

دشت پرخار راہ مین ہے
کیونکر طے ہوگا یہ بتادے

کس سمت ہے کوئے نیکنامی
تو دور سے مجھے دکھادے

شاید فیض قدم سے تیرے ۔ پاؤن مین مرے خدا سکتا وے

## نیکی

عقل سے اپنی کیا بیٹے سوال ۔ کام کیا کیجیے بڑا ہے جس سے وقار
بولی اللہ یحب المحسنین ۔ حسن نیت پر ہے عزت کا مدار
کیجیے نیکی اپنے اور بیگانہ سے ۔ اس سے بڑھکر کیا ہے وجہ افتخار

## عیب جوئی اور گناہ مین فرق

کہا واعظ نے کل یہ ضامن سے ۔ ہے جو انسان گناہگار خدا
اپنے مالک کا ڈر نہین جسکو ۔ نہین خلقت سے جسکو شرم و حیا
عیب کرنے مین جسکو باک نہین ۔ نہین غیبت سے مس جسے اصلا
آگ لگتی ہے تن بدن مین مرے ۔ ہو نہین ایسا کسی کو گر پاتا
کہا ضامن نے ہے بجا ارشاد ۔ پر ہے حضرت مین اسمین فرق اتنا
آپ ہین نیک کو بھی بد کہتے ۔ وہ برے کو بھی جانتا ہے بھلا
اپنی نیکی پہ فخر آپ کو ہے ۔ اور اوس کو ہے اعتراف خطا

آپ ہی اس مین اب کرین انصاف
مین تو کچھ عرض کر نہین سکتا

## مذہب کی پابندی کو اتفاق مین کیا دخل ہے

ایک صحاف جو بازار مین کل ... باندھتا جلد مجھے آیا نظر
ساتھ ضامن بھی تھا میرے اوس وقت ... کیونکہ ہمدم ہے مرا اور یاور
بیٹھے ازراہ تفنن پوچھا ... اہل مذہب کو ہے کیا فوق اسپر
سوچکے کچھ دیر تو ساکت وہ رہا ... پھر جواب اوسنے دیا یون ہنسکر
یہ سہی گر جامع اوراق کتب ... تو ہین وہ جامع افراد بشر

## عصمت بی بی از بے چادری

ضامن نے اک گدا سے گلی راہ مین یہ پوچھا ... اہل دول کی اکثر کرتا ہے جو مذمت
دولت کہین سے تجکو مل جائے گر تو کیسا ... بولا کہ بھائی اسدم کیا جانے کیا ہو حالت

## نیکنامی

نیکنامی عجیب دولت ہے ... اس سے بڑھکر جہان مین ہے کیا چیز
جان دیکر یہ ہاتھ آئے اگر ... تو اسے جان سے جان عزیز

## سخت کلامی

لگا ہے تیر جو بند آنکھ کرکے تیر انداز ... پڑے نشان پہ کرے یا ہدف کسیکا جگر
اسیطرح سے جو بے سوچے بات کی ضامن ... نہ جانے کیسا ہو سامع کے دل پہ اسکا اثر

## اشرف المخلوقات

ہاتھ میں معمار کے پتھر ہے جو چاہے کرے
اوسکو مسجد میں لگا دے یا بنا دے بتکدہ

طبع انسانی یونہیں محکوم ہے انسان کی
اوس کے بس میں ہے کہ چاہے اسکو دے جیسا بنا

اشرف المخلوق وہ ہے کام لے جو عقل سے
بدترین خلق ہے جو جہل کا پیرو ہوا

## تہذیب اخلاق

لوہے سے سخت چیز بھی دنیا میں ہے کوئی
جو شکل چاہتا ہے اوس کی بنا لے مگر لہار

عادت درست کر نہ سکے اپنی آدمی
ہے جائے حیف ولیکن یہ بھی اختیار

## ایک گدا ے مبرم کی سچی حکایت

ہے کل کا واقعہ ایک شاہ صاحب جو مسلمان تھے
صدا دیتے ہوئے در پر ہمارے بھی چلے آئے

ہوئے یوں نعرہ زن اگر مائی کل سے بھوکا ہوں
او ر دی اجر مولا راہ پر اوس کی جو کھلوائے

یہ سنکر ایک ماما لیکے کچھ چاول گئی باہر
کیا اوس بھیک کو رد اور سنائیں خوب بر آئے

کہا کیا راہ مولا کا بھی سودا ہو نہیں سکتا
کریں کیا لیکے یہ کچھ پیسے ہوں تو ہمکو دلوائے

سنا یہ سنتے جب شہرت کا مجکو شعر یاد آیا
کہا سچ خوب ہی اللہ رحمت اوسپہ فرمائے

گدائی را بہ نخوت میکنند امروز درویشان
چہ میکردند اگر مسند نشستند این قوم دنیا سے

## وقت سلہ

دریا کی اور وقت کی ہے چال ایک سی
بہتے ہین دونون ایک ہی رفتار سے سدا

روکے انہین کسیکی بہلا کیا مجال ہے
سلطان کی فوج ہو کہ ہو عباد کی دعا

گرتا ہے بحر مین وہ تو بحر ابد مین یہ
حالت مین انکی فرق نہین کوئی ظاہرا

لیکن خدا نے چشم بصیرت ہے جنکو دی
ہے فرق ایک انکی نظر مین بہت بڑا

یعنے کہ بے نتیجہ نہین آب کی روش
دریا جہان سے گذرے مقرر ہو فائدہ

شاداب ہون درخت تو سبزہ مرغزار
کہیتی ہری ہو اور سقامات سے سیرا

لیکن جو وقت کو یونہین بیکار چہوڑ دین
اولٹا ضرر ہو نفع کہان فایدہ کجا

## زمانہ کی رفتار

وہ سبک رو ہون کہ مثل نسیم
ایک ہین مجکو وادی و کہسار

قید بہی گر رہون تو سرگرا ہے
ایک حالت پہ کب مجہے ہے قرار

ہون وہ وحشی کہ جیسے سکتے ہین
طور گردش سے کے روز لیل و نہار

مہر جلتا ہے دیکہکر مری چال
ماہ ہے میرا اک جلو بردار

کوہ و صحرا کو ساتہہ لیکے پہرا
یعنے ثابت کو کردیا سیار

سلہ دراصل یہ مضمون ایک انگریزی نظم کے بعض اشعار کا ہے لیکن چونکہ اسکے لکہتے وقت نہ تو وہ اصل نظم پیش نظر تہی اور نہ مصنف ہی کا نام یاد ہے اسیلئے اسکو ترجمونکے شمول سے الگ کرلیا گیا۔

گنبد تیز گرد گردون بھی — تھم گیا خستہ ہو کے آخر کار
قصر سب حکمت فلاطون کے — میری چل پھر مین ہو گئے مسمار
میری گردش کا کیا ہو اندازہ — کسنے دیکھی خیال کی رفتار

مگر اس دوڑ دھوپ پر بھی رہا
بہت آگے زمانہ غدار

## قناعت

ہے سلطنت مجھے اک عز من قنع کا خیال — سکون قلب ہی کو جانتا ہون مین راحت
ہمیشہ رہتا ہی دل میرا اپنے حال مین مست — ہے میرے سینہ مین پنہان جہان کی نعمت
یہ ہی وہ چیز کہ جسمین نہین زوال کو دخل — بغیر منت غیری ملی ہے یہ دولت
ہین خواہشین مری تھوڑی سی وہ بھی سب ایسی — کہ پورے ہونے مین جنکے ذرا نہو دقت
سبب یہ ہے کہ ہمیشہ سے میرا پای طلب — ہوا نہین کبھی بیرون حیطہ قدرت
مجھے امید کسی سے نہین سوائے خدا — اوسی سے رنج بھی ہی اور اوسی سے ہی راحت
اوسی کا قہر و عنایت سے ہے وجہ بیم و رجا — اوسکے ہاتھ سے ملتی ہے ذلت و عزت
اوسی کی ذات ہی دنیا مین قاضی الحاجات — کسیکے سامنے کیون لیکے جائین ہم حاجت
ہوس رہے نہ کسی چیز کی جہان مین پھر — عطا کرے وہ اگر عقل و جسم کو صحت

## زندہ دلی

جو پوچھیے کسی صوفی سے زندگی کیا ہے — تو سر ہلا کے عجب تمکنت سے کہتا ہے

پل شکستہ ہے اک اپنی ہستی فانی — حوادثات زمانہ ہیں بحر طوفانی
جہان شور و شغب ہے، یہ ولولے ہی نہیں — مکان عیش و طرب ہے یہ راستہ ہی نہیں
عجیب منظر پر لطف و پر فضا ہے مگر — کھلیں جو خواب سے آنکھیں تو ہے اندھیرا گھر
غنی ہیں شال میں مست اور گدا ہیں کمبل میں مست — بجا ہے خود ہے ہر اک اپنے اپنے حال میں مست
سر در بادۂ عشرت سے کوئی ہے بیحس — وفور رنج و مصیبت سے کوئی ہے بیحس
ہے بادشاہ جہان میں کوئی گدا کوئی — کوئی ہے صاحب ثروت تو بینوا کوئی
یہ سچ مثل ہے کہ دولت ہی چلتی پھرتی چھاؤں — نہ ٹھہرے ناچنے والے کے اک جگہ پر پاؤں
حماقتوں سے کوئی اور کوئی مقدر سے — بنا گدا سے تونگر گدا تونگر سے
غرض عجیب ہے قانون ایزدی سرکار — ہے کاروبار کا جس پر بشر کے دار و مدار
بدلتا رہتا ہے ہر آن میں زمانہ کا رنگ — ہیں آج خاک نشین کل تھے صاحب اورنگ
نتیجہ کلفت و زحمت ہے عیش بیجا کا — خمار بادۂ تند اور بھی ہے جانفرسا
تباہ ہوتے ہیں آوارگی کے ہاتھوں ہم — اخیر عمر میں کرتے ہیں پھر شباب کا غم
پھر ایسے رونے سے بیوقت کو نتیجہ کیا — کبھی کسیکو گیا وقت ہاتھ آ نہ سکا
اگرچہ کم تھا نہ کچھ اپنی زیست کا عرصہ — پہ ہمکو ہوش میں لانیکو مکتفی نہ ہوا
کئے وہ کام کہ گویا نہ تھا ہمیں کچھ کام — وہ شرط دوڑی کہ جسکا نہیں کوئی انعام
جو یاد کرتے ہیں وہ دن ملال ہوتا ہے — خود اپنے فعلوں سے اب انفعال ہوتا ہے
یہ غور کیجئے تو اقوال منطقی ہیں غلط — جو سوچئے تو یہ اوہام فلسفی ہیں غلط
غلط ہے دغدغہ کفر و فکر دین ہی غلط — تمام وسوسہ ربنا و طین ہے غلط
غلط ہے سب وہ جو کچھ ہم خیال کرتے ہیں — کہ عمر رفتہ کی خاطر ملال کرتے ہیں

غلط تھا وہ بھی جو کہتے تھے اس زمیں ہمکو
غلط ہے یہ بھی جو کہتے ہیں پاس ہے ہمکو

ہے گرچہ سچ کہ یہ دنیا خیال و خواب ہے صرف
ہے گرچہ سچ کہ محیط جہان سراب ہے صرف

نہ چاہیئے کہ مسرت ہو دل میں پوشیدہ
وہی ہلال ہے نظارہ سب کریں جسکا

اٹھاؤ آنکھ ذرا سیر کر کہاں وہ بار الم
گذر گیا جو زمانہ عبث ہے اسکا غم

فضائے دہر کی کچھ خوش ادائیاں دیکھو
خدا کی غور سے قدرت نمائیاں دیکھو

عروس دہر ہے فرخندہ حال ویسی ہی
کہ جیسی روز ازل شادمان و فرحان تھی

اسی طرح سے لبھاتی ہے دل ادا اوسکی
ہے ساری نوع بشر اب بھی مبتلا اوسکی

سحر کو دیتی ہے ہر روز اب بھی خلعت نور
ہے بھرتی موتیوں سے دامن شب دیجور

ہے رنگ روح فزا صبح کو چمن کا وہی
ہے ڈھنگ رات کو انجم کی انجمن کا وہی

اوسیطرح سے دمن میں ہے فرش زنگاری
اوسی روش سے چمن میں ہوئی ہے گلکاری

ہیں بلبلوں کے وہی نغمے شاخساروں پر
گلوں کا جور و ستم ہے وہی ہزاروں پر

وہی پرانی خزان و بہار میں ہے لاگ
وہی قدیم کی گل اور خار میں ہے لاگ

اوسیطرح کی روانی ہے آبشاروں میں
ہے نزہت آبہی سی اب بھی مرغزاروں میں

غرضکہ دشت و جبل بحر و کان و ارض و سما
ہے ایک رنگ پہ روز ازل ہی سبکی فضا

ہیں ذرہ ذرہ میں دلچسپیاں قیامت کی
نظر نہ آئیں تو سمجھو کمی بصارت کی

ہزار طرح کے سامان عیش ہیں جب پیراست
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

خدا جو گوش نصیحت نیوش دے تمکو
ہنسی خوشی سے بسر یہ دو روزہ عمر کرو

نہ چاہیئے غم ماضی و فکر مستقبل
رضائے دوست پہ راضی رہو ہمیشہ دل

کہ نام زندہ دلی کا ہے زندگی ضامن
یہی ہے بندہ کی مقبول بندگی ضامن

# غلط نامہ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| غزل ۱ | ۸ | اسکا | اُسکا |
| ۱۴ | ۱۰ | سلطان | سلطان و |
| ״ | ״ | ہوتمنا | ہو دن تمنا |
| ״ | ״ | اعتقاد | اعتقاد و |
| ۱۱ | ۷ | کافور | کا نور |
| ״ | ۱۴ | روانہ سے ہو | اوسے یون کہو |
| ۱۳ | ۱۶ | حاوی | عادی |
| ۱۴ | ۱۷ | جہلک | چمک |
| ۱۵ | ۱ | منڈالاتا | منڈلاتا |
| ״ | ۷ | آتشباز | آتشبار |
| ۱۹ | ۷ | گاہ ہے | گا ہے |
| ״ | ۱۳ | بازیگر | اکیٹر |
| ۳۹ | ۱۷ | کچھ ہدایت انسان کو | ہدایت کچھ انسانکی |
| ۴۵ | ۱۴ | مہانون | مہمان |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۶ | ۹ | نوزنہ | نوزستہ |
| ۴۷ | ۶ | رہے | سہے |
| ״ | ۹ | اک | تاک |
| ״ | ۱۲ | جبکا | جنکا |
| ۵۵ | ۱۱ | کیبک | کیک لو |
| ۶۴ | ۹ | اوسکو بہاکر | بہلاکر |
| ۶۱ | ۱۳ | جیب | جو |
| ۸۲ | ۶ | کل کا پیانہ | سے کا پیانہ |
| ۸۳ | ۴ | کہروبال | گہرولعل |
| ۸۴ | ۳ | نگرتہ | نگہ |
| ۹۸ | ۱ | خدا سکت | سکت خدا |
| ۱۰۴ | ۶ | دروزہ | دوروزہ |

نوٹ۔ کتاب ہذا کی باضابطہ رجسٹری ہوچکی ہے کوئی صاحب قصد طبع نفرمائیں۔

# اشتہار

مندرجہ ذیل کتابیں ہمارے پاس سے بذریعہ ویلیو پے ایبل یا نقد قیمت بھیجنے پر مل سکتی ہیں۔ زیادہ جلدوں کے خریدار کو معقول کمیشن دیا جائے گی۔

ارمغان فرنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ قیمت ۱۲/

دیوان حبیب کنتوری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸/

مخمس حبیب ” ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴/

مدح محبوب مصنفہ حضرت حبیب کنتوری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰/

دیوان عالم موسوم بہ مذاق عشق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر

” ” معہ تصویر عکسی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴/

نوٹ۔ ہر حالت میں محصولڈاک ذمہ خریدار ہے۔

المشتہر

سید محمد ظفر کنتوری کمنڈ گوشہ محل حیدرآباد دکن